اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ (رضی اللہ عنہا)

(سنن ابی داود)

مہدئ موعود

تالیف

مولانا امان احمد قاسمی

سنہرا (بلرام پور) امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی

مدرس دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، رائے گڈھ، مہاراشٹر

اَلْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِی مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ (رضی اللہ عنہا)

(سنن ابی داود)

مہدئ موعود

مؤلف

مولانا امان احمد قاسمی

سنہرا، امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی

استاذ دارالعلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، رائے گڈھ، مہاراشٹر

تفصیلات

اسمِ کتاب: مہدئ موعودؓ

مؤلف: مولانا امان احمد قاسمی، سنہرا امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی

تصحیح و تسہیل کردہ اور مزید اضافہ شدہ: ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۳ء

کمپوزنگ: مفتی اظہر پٹیل صاحب

تعدادِ صفحات: ۷۳

فہرست

تقریظ

از حضرت مولانا مفتی عبد الرشید صاحب المظاہری مد ظلہ العالی شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ، بانی جامعہ محمودیہ عبد اللہ پور رہایت پور روڈ، ضلع سلطان پور، خلیفہ و مجاز حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

اسلامی عقائد میں حضرت مہدی کی آمد ایک عظیم امر ہے احادیث شریفہ میں تفصیل سے اس کا ذکر ہے، وہ بڑے عظیم المرتبت اور اللہ تعالی کی بہت بڑی رحمت ہیں اہل اسلام فتنوں کی گرم بازاری سے انتہائی ضیق اور حیرانی میں ہوں گے انسانیت حیوانیت کا لباس پہن چکی ہو گی شرم و حیا کا جنازہ اٹھ رہا ہو گا، ظلم و ستم سے دنیا بھری ہوئی ہو گی ان کی آمد سے ظلم و ستم ختم ہو گا، عدل و انصاف سے عالم بھر جائے گا۔ چونکہ وہ بڑے عالی مقام ہوں گے اور ان کا انتخاب من جانب اللہ ہو چکا ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوں گے اس لئے اس بڑائی کے خواستگار دنیا کے اطراف میں پہلے سے اپنے کو پیش کرتے آئے اور مہدی موعود کا دعوی بار بار پیش آچکا ہے ایک جماعت نے تو بہت پہلے سے ایک غار میں مہدی موعود کو بٹھا رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ اصل قرآن ان کے پاس محفوظ ہے، یہ مصحف عثمانی اس میں ان کو کمیاں نظر آتی ہیں ان کو جب ۳۱۳ مخلصین مل جائیں گے تو خروج کریں گے، اس طرح امت کو گمراہ کرنے کے واسطے بہت سے مدعیان آتے رہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اصل مہدی موعود کو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات

کی روشنی میں پہچانیں اللہ تعالی جزاء عطا فرمائیں محب مکرم مولانا امان احمد صاحب زاد فضلہ استاذ دارالعلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ رائے گڈھ مہاراشٹر کو کہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے اس مضمون کو بہت تحقیقی انداز میں امت کے سامنے پیش کرنے کی مبارک اور کامیاب کوشش کی ہے اللہ تعالی اس کو ان کے واسطے اجر و ذخر بنائیں اور امت کو خوب منتفع فرمائیں، اور مزید دینی علمی اصلاحی خدمات کی اخلاص کے ساتھ توفیق مرحمت فرمائیں۔

بندہ عبدالرشید غفرلہ المظاہری سلطانپوری
الخادم بالمدرسۃ الاسلامیۃ العربیہ بیت العلوم
سرائے میر، اعظم گڈھ۔یوپی
۹/ محرم ۱۴۴۰ھ ۲۰/ ستمبر ۲۰۱۸

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔ أما بعد!

''وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ'' (سورۃ النور الآیۃ:۵۵)۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ''لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلاَّ يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلأُهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا'' (سنن أبي داود/٤٢٨٣)۔

دَجّال کَذّاب کے نکلنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے سے پہلے حضرت مہدیؒ کی پیدائش و آمد ہے، علماء نے قیامت کی بڑی اور قریب علامتوں میں سب سے پہلے آمدِ مہدی کو بیان فرمایا ہے، آمدِ مہدی، اُمّتِ مُسلِمہ کے مُسلّمہ و مُتّفقہ امور اور ان کے مسائل اعتقادیہ میں سے ہے، جس کا ثبوت بے شمار احادیثِ نبویہ اور اجماعِ امّت سے ہے، خیرُ القرون یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سے لے کر آج تک مسلسل ہر طبقۂ خاص وعام میں نقل ہوتا چلا آرہا ہے اس لیے زمانۂ اخیر میں ان کی پیدائش وآمد کو قطعی و یقینی جاننا اور حق وسچ سمجھنا اور اس پر ایمان و اعتقاد رکھنا لازم وضروری ہے جیسا کہ لَوامِعُ الْاَنْوارِ الْبَهِيه لِلسّفارينى میں ہے: "فَالْإِيمانُ بِخُرُوجِ الْمَهْدِيِّ وَاجِبٌ"(لَوامِعُ الْاَنْوار:۲/ ۸۴) کہ مہدی کی آمد پر ایمان رکھنا

واجب ہے۔ اور نبراس شرح العقائد النسفیہ میں ہے "فَالتَّصْدِیْقُ بِخُرُوْجِهٖ وَاجِبٌ" کہ مہدی کی آمد کی تصدیق کرنا ضروری ہے (النبراس ص۶۷۶)۔

اور انکار یا کسی قسم کی تاویل جہالت، ضلالت اور گمراہی ہے۔

اور چونکہ دورِ حاضر میں اکثر لوگ اس متفقہ عقیدے اور سچّے مہدئ موعود کی شخصیت سے ناواقف ہیں اور حال یہ ہے کہ ان کی پیدائش اور آمد کا وقت قریب آتا جارہا ہے۔

اور دوسری طرف جھوٹے مُدّعیانِ مہدویت کی یلغار و بہتات ہے اس لئے ضرورت تھی کہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ان کی شخصیت پر کچھ روشنی ڈالی جائے تاکہ لوگوں میں سچّے مہدی کا تعارف ہوسکے اور جھوٹے مدعیانِ مہدویت سے بچا جاسکے۔

اسی مقصد کے لئے بندۂ ناچیز کی یہ حقیر سی کاوش و محنت ہے اللہ تعالیٰ اسے شرفِ قبولیت سے نوازیں اوراس کا فائدہ عام و تام فرمائیں آمین یا رب العالمین بجاہِ سیدالمرسلین۔

امان احمد قاسمی
موضع سنہرا، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
خادم مدرسہ دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ
رائے گڈھ، مہاراشٹر

ذِکرِ مہدیٔ موعودؑ

حضرت مہدی کی پیدائش وآمد، نام وحُلیہ اور دیگر صفات وخصوصیات کے متعلق اتنی زیادہ احادیث آنحضور اقدس ﷺ سے منقول ہیں جو حدِّ تواتر کو پہنچی ہیں جن کے انکار کی گنجائش نہیں جیسا کہ لَوامعُ الانوارِ البھیہ للسفارینی میں ہے:

"قَدْ کَثُرَتْ بِخُرُوجِهٖ (الْمَهْدِیِّ) الرِّوَایَاتُ حَتّٰی بَلَغَتْ حَدَّ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِیِّ"

(لَوامعُ الانوارِ: ۲/ ۸۴) کہ آمدِ مہدی کی روایات اتنی زیادہ ہیں جو تواترِ معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوۃ کی شرح اَشِعَّۃُ اللّمعَات میں فرماتے ہیں ”دراں باب احادیث بسیار وارد شدہ قریب بتواتر“ کہ اس باب میں بہت روایات وارد ہوئی ہیں جو تواتر کے بالکل قریب پہنچی ہوئی ہیں۔

نوٹ: تواترِ معنوی کا مطلب ہے کہ آمدِ مہدی کا مضمون ومفہوم اتنی زیادہ احادیث میں آیا ہے جن میں جھوٹ کا امکان نہیں۔

اور یہ تمام تفاصیل ان کے متعلق اس لئے بیان کر دی گئی ہیں تاکہ جب آپ تشریف لائیں تو آپ کے متعلق کوئی اشتباہ والتباس واقع نہ ہو اور مسلمان ان کو بآسانی پہچان سکیں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کی نصرت اور مدد کر سکیں اور ان کے جھنڈے تلے جمع ہو کر تمامِ اسلام دشمن قوتوں سے جہاد کر سکیں اور اگر کوئی خبطُ الحواس، دیوانہ پاگل مہدیٔ موعود ہونے کا جھوٹا دعوٰی کرے تو اس کے جھوٹ کا پردہ چاک کر سکیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے قُربِ قیامت میں آنے کے حتمی ویقینی ہونے کو اس انداز سے بیان فرمایا ہے: ”**لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا إِلاَّ یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ فِیهِ رَجُلاً مِنِّی أَوْ مِنْ أَهْلِ بَیْتِی یُوَاطِی اسْمُهٗ اسْمِی**

وَ اسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَ جَوْرًا"(سنن أبي داود / ۴۲۸۲) کہ اگر دنیا کے تمام ایّام گذر کر صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے (اور بالفرض والتقدیر اس وقت تک مہدی کی آمد نہ ہوئی ہو) تو اللہ تعالی اسی ایک دن کو طویل و دراز فرمادیں گے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص کو دنیا میں بھیجیں گے جو میرے گھرانے سے ہو گا اس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہو گا یعنی محمد یا احمد بن عبد اللہ اور وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ اس سے پہلے ظلم و ستم سے بھری ہو گی۔

اور ترمذی شریف میں ہے آپ نے ارشاد فرمایا "لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئ اسْمُهُ اسْمِي (الترمذی:۲۲۳۰)" کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک میرے گھرانے کا ایک ایسا شخص سرزمینِ عرب کا مالک نہ ہو جائے جس کا نام میرے نام جیسا ہو گا۔

اور بخاری شریف میں ہے "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَ إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ" (بخاری:۳۴۴۹) کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جبکہ عیسی ابن مریم تمہارے درمیان (آسمان سے) اتریں گے دراں حالیکہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا (یعنی حضرت مہدی) حدیثِ مذکور "وَ إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ" میں امام سے مراد حضرت مہدی ہیں (کذا فی مرقاۃ المفاتیح:۸ / ۳۴۹۴ وفیض الباری:۴ / ۴۰۷)۔

جو اسی امت محمدیہ میں سے ہوں گے اور عیسی ابن مریمؑ ایک نماز ان کی اقتداء میں پڑھیں گے جیسا کہ فتح الباری میں ہے "تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ بِأَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَ أَنَّ عِيسَىٰ يُصَلِّي خَلْفَهُ" (فتح الباری:۶ / ۴۹۴) کہ بکثرت روایات اس تعلق سے آئی ہیں کہ مہدی اسی امت کے ایک فرد ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے (ایک) نماز پڑھیں گے۔

اور ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے اس طرح فرمایا "لَنْ تُهْلَكَ أُمَّةٌ أَنَا فِي أَوَّلِهَا وَ عِيسىٰ ابنُ مَرْيَمَ فِي أُخِرِهَا وَ الْمَهْدِيُّ فِي أَوْسَطِهَا (کنز العمال:۳۸۶)"۔ کہ یہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جبکہ میں اس کے شروع میں ہوں، مہدی درمیان میں اور حضرت عیسی اس کے آخر میں ہیں۔

اور مسلم شریف میں ہے لا تَزالُ طائِفَةٌ مِن أُمَّتي يُقاتِلُونَ عَلى الحَقِّ ظاهِرِينَ إلى يَومِ القِيامَةِ، قالَ :فَيَنْزِلُ عِيسىَ ابنُ مَرْيَمَ ،فيَقولُ أمِيرُهُمْ تَعالَ صَلِّ لَنا،فيَقولُ :لا، إنَّ بَعْضَكُمْ على بَعْضٍ أُمَراءُ تَكْرِمَةَ اللهِ هٰذِهِ الأُمَّةَ (مسلم:۱۵۶) کہ میری امت کی ایک جماعت حق کی حمایت و حفاظت کے لیے قیامت تک لڑتی رہے گی پھر عیسیٰ بن مریم اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا تشریف لائیے اور ہمیں نماز پڑھائیے حضرت عیسی علیہ السلام کہیں گے نہیں، بیشک تم میں کا بعض بعض کا امیر ہے یہ اللہ کا اس امت کے لئے اِعزاز و اِکرام اور فضل ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے اس جملہ فیَقولُ أمِيرُهُمْ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں هُوَ اِمَامُ المُسْلِمِيْنَ اَلْمَهْدِيُّ الْمَوْعُودُ الْمَسْعُودُ (فتح الملہم:۱/۳۰۳) کہ امیر سے مراد مسلمانوں کے امام مہدئ موعود کی بابرکت ذات ہے۔

تنبیہ: خیال رہے کہ حضرتِ مہدی پہلے سے دجالِ اکبر کی طرح پیدا نہیں ہوچکے ہیں اور نہ ہی شیعوں کے خیالی و فرضی مہدی الغائب یعنی محمد بن حسن عسکری کی طرح پیدا ہوکر کہیں غار میں چھپے بیٹھے ہیں بلکہ وہ تو عام انسانوں کی طرح قُربِ قیامت میں پیدا ہوں گے اور جب ان کی عمر چالیس برس کی ہوگی تو امّتِ مسلمہ ان کو اپنا امام اور قائد بنائے گی اور ان کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کر کے کفر کے

برپا کردہ مظالم کے خلاف وہ عظیم جہاد شروع کرے گی کہ جس کا اختتام ان شاء اللہ العزیز عالَمی خلافتِ اسلامیّہ کے قیام پر ہو گا۔

نام و لقب

مہدی بمعنی ہدایت یافتہ، یہ تو آپ کا لقب ہو گا جس سے آپ مشہور ہوں گے لیکن نام محمّد یا احمد بن عبد اللہ ہو گا۔

خاندان

آپ خاندانِ نبوت میں سے حضرت فاطمۃُ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے جیسا کہ سُنَنِ اَبِی داود میں ہے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرمارہے تھے "اَلْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِی مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ (سنن اَبِی داود: ۴۲۸۴)" کہ مہدی میرے گھرانہ یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہو گا۔

آپ ماں کی طرف سے حُسَینی ہوں گے یعنی ماں آپ کی حضرت حُسَین بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوں گی اور باپ کی طرف سے حَسَنی یعنی والد آپ کے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوں گے۔

قال عليٌّ، و نظرَ إلیٰ اِبْنِه الحسَنِ، فَقَالَ: إنَّ ابْنِي هٰذَا سيِّدٌ، كَمَا سَمَّاهُ النبيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، و سَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهٖ رجُلٌ يُسمّىٰ بِاسْمِ نبِيّكم صلی اللہ علیہ وسلم، يُشبِهُهُ في الخُلُقِ، و لا يُشبِهُهُ في الخَلْقِ (سنن ابی داوٗد / ۴۲۹۰) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے حَسَنؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے یعنی معزز ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سردار کہا ہے، عنقریب اس کی پشت یعنی نسل سے ایک شخص (یعنی مہدی) پیدا ہو گا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہو گا۔

ایک نکتہ

گو بیشتر اولیاء اللہ حُسَینی ہوں گے یعنی اولاد حسین میں سے لیکن آپ جو کہ سیّدُ الْاصفیاء و خاتمُ الاولیاء ہیں حَسَنِی ہوں گے کہ جس طرح آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں خاتمُ الانبیاء تھے اسی طرح حضرت مہدی اولادِ حسن رضی اللہ عنہ میں خاتمُ الاولیاءوالاصفیاءہوں گے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے"والأظهرُ مِن جهةِ الأبِ حَسَنِيٌّ ومِنْ جَانِبِ الأُمِّ حُسَيْنِيٌّ قِيَاسًا عَلىٰ مَا وَقَعَ فِيْ وَلَدَىْ ابراهيمَ وَهُمَا إسماعيلُ وإسحاقُ حيثُ كانَ أنبياءُ بنى إسرائيلَ كُلُّهُم مِنْ بَنِي إسحاقَ وإنَّمَا نَبِيٌّ مِن ذُرِيَّةِ إسماعيلَ نَبِيُّنا صلى الله عليه وسلم وقامَ مَقَامَ الْكُلِّ ونِعْمَ الْعِوَضُ وصَارَ خَاتمَ الأنبياءِ فكذالكَ لَمّا ظَهَرَتْ أكثرُ ائِمّةِ الأمّةِ مِنْ أولادِ الحسينِ فنَاسَبَ انْ يَنْجبِرَ الحسنُ بِانْ أُعْطى لَهُ وَلَدٌ يَكونُ خاتمَ الأولياءِ وَيَقُومُ مقامَ سَائِرِ الاَصْفِيَاءِ(المرقاۃ:۱۰/۹۰)۔

حُلْیَہ(یعنی شکل وصورت)

أَجْلَى الْجَبهَةِ أَقْنَى الأَنْفِ(سنن أبي داود:۴۲۸۵)روشن چمکدار کشادہ پیشانی، بلند وباریک ناک والے، جو کہ علامتِ نجابت وشرافت اور سببِ حُسن وجمال ہوا کرتی ہے یعنی وَجِیہ، خوبرو وخوبصورت ہوں گے اور بعض روایت میں رنگ گندمی، بدن چھریرا قُرَیْشِيُّ النَّسل مذکور ہے جیسا کہ فِتَن لِنُعَیم بن حماد میں ہے عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:"اَلْمَهْدِيُّ فَتىً مِنْ قُريشٍ آدَمُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ(نُعیم بن حماد:۱۰۷۴) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مہدی قریشی جو ان ہے جو گندمی رنگ چھریرے بدن کا ہو گا۔

اور حضرت شاہ رفیع الدّین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی صورت کی اس

طرح عکّاسی و منظر کشی کی ہے " قد و قامت قدرے دراز، بدن چُست، رنگ کھلا ہوا۔

سیرت

اخلاق و کردار میں تو آنحضور ﷺ کے ساتھ کمالِ مشابہت رکھتے ہوں گے گرچہ ظاہری شکل و صورت میں پوری مشابہت نہ ہو گی، جیسا کہ سنن اَبی داود میں ہے "يُشْبِهُهُ في الْخُلُقِ وَلاَ يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ (اَبی داود:۴۲۹۰) کہ (مہدی) حضور ﷺ کے مشابہ ہوں گے اخلاق میں لیکن شکل میں آپ کے مشابہ نہ ہوں گے۔

وطن

وطنِ مالوف اور جائے پیدائش تو مدینہ منوّرہ ہو گا لیکن ظہور کی جگہ مَکَّۃ المکرّمہ ہو گی اور برائے جہاد و اعلاء کلمۃ اللہ بیتُ المقدس اور شام کا سفر کریں گے۔

خلافت جیسی اہم ذمّہ داری کا بھاری بوجھ اٹھانے سے حتّی الامکان بچتے و پہلو تہی کرتے ہوئے مدینہ سے مکّہ بھاگ جائیں گے کہ کہیں لوگ مجھے مسلمانوں کا خلیفہ نہ بنادیں، کیوں کہ وہ از خود یہ عظیم ذمہ داری و جلیلُ القدر منصب قبول کرنا پسند نہیں فرمائیں گے جیسا کہ مخلصین اہلُ اللہ اور اولیاءِ کاملین کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ از خود کوئی عہدہ و منصب قبول نہیں کرتے، لیکن پھر بھی مکّہ کے کچھ لوگ اور دیگر امّتِ محمّدیہ کی خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے اہلُ اللہ و صُلحاء اور اَخیار آپ کو پہچان کر ڈھونڈھ نکالیں گے اور مسجدِ حرام میں حَجَرِ اَسْوَدْ اور مَقَامِ ابراہیم کے درمیان بصد اصرار ان کے ہاتھ پر بیعت کر ہی لیں گے، جیسا کہ ابوداو شریف میں ہے ”يَكُونُ اخْتِلاَفٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ

وَالْمَقَامِ"(سنن اَبی داود:۴۲۸۶) کہ ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا تو اہلِ مدینہ میں سے ایک شخص) یعنی مہدی (مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف بھاگ آئے گا، لیکن اہلِ مکہ میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اس کو اس کے نہ چاہنے کے باوجود اس کی جائے قیام سے نکال کر مسجدِ حرام میں مقامِ ابراہیم کے درمیان لاکر اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

بالآخر آپ لوگوں سے اتباعِ شریعت وسنت اور اسلام کی سربلندی کی خاطر مرتے دم تک ہر طرح کی قربانی دینے پر بیعت لیں گے۔

اور لوگوں کو اتباعِ شریعت اور خدا و رسول کی اطاعت کی طرف بلائیں گے، گناہوں سے سچی وپکی توبہ کرواکر مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کریں گے جیسا کہ اَلْفِتَنُ لِنُعَیْم بن حماد میں ہے فَاِنِّي اَدْعُوْكُمْ اِلَیَ اللهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْعَمَلِ بِكِتَابِهٖ وَاِمَاتَةِ الْبَاطِلِ وَاِحْيَاءِ سُنَّتِهٖ(الفتن لنعیم بن حماد ج:۱/۳۴۵) کہ مہدی کہیں گے کہ میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس کی کتاب پر عمل کرنے کی طرف بلاتا ہوں اور باطل کو مٹانے اور سنت کو زندہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اَلْكَوْكَبُ الدُّرِّی میں فرماتے ہیں فَیُزَكِّیْهِمْ (المهدی) وَیُعَلِّمُهُمْ وَیُطَهِّرُهُمْ عَنْ دَنَسِ الْبِدعَاتِ وَیُكَمِّلُهُمْ (الکوکب الدری علی جامع الترمذی:۳/۱۵۱) کہ حضرت مہدی لوگوں کا تزکیہ یعنی باطن کی صفائی فرمائیں گے انہیں علم سے بہرہ ور کریں گے انہیں بدعات کی گندگیوں سے پاک کریں گے اور انہیں کامل و مکمل کریں گے۔

اور عَلَّامَہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَیُبْعَثُ الْمَهْدِيُّ لِاِصْلَاحِ الْمُسْلِمِین کہ حضرت مہدی کی تشریف آوری مسلمانوں کی اصلاح کی غرض سے

ہو گی (اَلْعَرفُ الشَّذِیُ عَلیٰ ھَامِشِ التِّرمِذِیُ:۳/۴۲۱)۔

مِشَن

انعقادِ بیعت وخلافت کے بعد آپ اللہ ربّ العزت کے سہارے اپنے مُتَّبِعین اور پیروکاروں کی مختصر جماعت لے کر حمایتِ دین، امتِ مسلمہ کی اِصلاح اور ان کی فلاح، مظلوم مسلمانوں کی امداد اور خلافت الٰہیہ علی مِنہاج النبوّۃ یعنی نبوی طرز کی حکومت وخلافت کے قیام کے واسطے اٹھ کھڑے ہوں گے اور ظالم اور اسلام دشمن قوتوں سے مقابلہ کریں گے اور ان شاء اللہ العزیز دنیا سے ظلم و بربریت کا خاتمہ کرکے اس کی جگہ عدل وانصاف قائم کریں گے۔

سفیانیوں کا خَسف اور بَعثِ کَلْب پر فتح

مخالفین ومعاندین میں سے سب سے پہلے آپ سے لڑنے اور آپ سے مقابلے کرنے کے لئے ملکِ شام سے مسلمانوں کا ایک لشکر نکلے گا جس کو حدیثِ پاک میں سُفیانی لشکر کہا گیاہے جسے راستہ ہی میں مکّہ ومدینہ کے درمیان مقامِ بیداء پر (جو کہ ذُوالحُلَیفَہ کے سامنے قبلہ کی سمت ایک چٹیل میدان ہے) دھنسادیا جائے گا، اس لشکر کا امیر چونکہ خالد بن یزید بن ابوسفیان کی اولاد سے ہوگا اس لئے اس کو سفیانی کہا گیاہے۔ درحقیقت یہ یہودیوں وغیرہ کا تیار کردہ ایک نام نہاد مسلم لیڈر ہوگا جو لوگوں میں مسلمانوں کے ہیرو اور قائد کے طور پر مشہور ہوگا اور ممکن ہیکہ بعض جنگوں میں وہ مغرب اور اسلام دشمن قوتوں کے خلاف فاتحانہ کردار ادا کرنے کا ڈرامہ رچائے اور پھر جب مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرلے تو پھر اصل روپ میں ظاہر ہو اور مہدی کے مقابلہ میں کھڑا ہو اور اپنا اقتدار، اپنی کرسی بچانے کے لئے آمادۂ جنگ وپیکار ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے تو ٹھیک ہو لیکن

بعد میں اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں کا شکار ہو کر بدل جائے اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّواب۔

نُعَیم بن حماد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا نام عبد اللہ ہو گا "قَالَ کَعْبُ اِسْمُ السُّفْیانِی عبدُاللّٰہ (الفتن لنعیم بن حماد: ۱/۲۸۱) کَعْب اَحْبَار نے کہا کہ سفیانی کا نام عبد اللہ ہو گا۔

اور اس کا خروج مغربی شام "اندرا" نامی جگہ سے ہو گا "بُدُوُّ السُّفْیانِی خُرُوجُہُ مِنْ قَرْیَۃٍ مِنْ غَرْبِ الشَّامِ یُقَالُ لَھَا انْدَرَا (الفتن لنعیم بن حماد: ۱/۲۷۸) اس وقت یہ جگہ شمالی اسرائیل کے ضلع "اَلنَّاصِرَہ" کا ایک قصبہ ہے جس پر اسرائیل کا قبضہ ہے۔

بَعْثُ الْخَسْف کے متعلق اُمِّ سلمہ کا ایک سوال

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ایک روایت میں بَعْثُ الخسف کی حدیث میں اتنی زیادتی اور ہے، وہ فرماتی ہیں قلتُ: یا رسولَ اللہِ فکَیفَ بِمَنْ کانَ کارِھًا؟ قالَ: یُخْسَفُ بِھِم ولٰکِن یُبْعَثُ یومَ القیامۃِ علیٰ نِیَّتِہٖ (سنن ابی داود ۴۲۸۹) کہ میں نے حضور ﷺ سے جَیْشُ الْخَسف (زمین میں دھنسنے والے لشکر) کے بارے میں سوال کیا کہ ممکن ہے کہ اس میں بعض لوک ایسے بھی ہوں جو اس لڑائی میں شریک نہ ہونا چاہتے ہوں اور زبردستی لوگوں نے ان کو اس میں شریک کر لیا ہو تو ایسے لوگوں کا انجام کیا ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو وہ لوگ اور لوگوں کے ساتھ عمومی عذاب میں شامل ہو جائیں گے لیکن قیامت کے دن وہ اپنی نیت پر اٹھیں گے اور ان کے ساتھ ان کی نیت کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

اور ایک قریشی شخص بھی جس کا ننہال حدیث پاک میں قبیلۂ کلب بتایا گیا ہے وہ بھی آپ کے حسدو دشمنی میں آپ کے مُتَّبعین و پیروکاروں سے لڑے گا اور نبرد آزما

ہو گا جس پر اللہ تعالی آپ کو اور آپ کے متبعین و پیروکاروں کو قلتِ تعداد اور قلتِ سامان کے باوجود شاندار فتح و ظفر عطا فرمائے گا۔

سفیانیوں کا خَسف یعنی زمین میں دھنسا یاجانا اور قلتِ تعداد وسامان کے باوجود بعثِ کلب پر اس انداز کی نصرت وکامیابی در حقیقت کرشمۂ خداوندی اور حضرت مہدی کی ایک عجیب وغریب کرامت ہوگی جس کی شہرت تیزی کے ساتھ پھیلے گی جس کا اثر و نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت مہدی کے ساتھ اللہ ربّ العزت کی یہ تائید ونصرت دیکھ کر ملکِ شام کے ابدال اور عراق کی منتخب جماعتیں ان کی نصرت ومدد کے لئے نکل کھڑی ہوں گی اور سب کے سب آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوجائیں گی، جیساکہ سُنَن اَبِي داود میں ہے: ''وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِک أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ وَذَلِکَ بَعْثُ كَلْبٍ(اَبو داود:۴۲۸۶) ''کہ شام کی جانب سے ایک لشکر اس کی یعنی مہدی کی طرف بھیجا جائے گا تو مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامِ بیداء میں وہ سب لشکر والے دھنسا دیئے جائیں گے، جب لوگ اس صورتِ حال کو دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور اہلِ عراق کی جماعتیں اس کے پاس آئیں گی، حجَرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کریں گی، اس کے بعد ایک شخص قریش میں سے اٹھے گا جس کا ننہیال بنی کلب میں ہوگا جو ایک لشکر ان کی یعنی اصحابِ مہدی کی طرف بھیجے گا پس وہ یعنی اصحابِ مہدی اس لشکر پر غالب آئیں گے اور یہی کلب کا لشکر ہوگا۔

اس حدیث میں دو لشکروں کا ذکر ہے ایک بَعْثُ الْخَسف کا اور ایک بَعْثِ کَلْب

کا، یہ دونوں لشکر مسلمانوں کے ہوں گے جو حضرتِ مہدی اور ان کے متّبِعین وپیروکاروں سے حسد ودشمنی رکھنے کی وجہ سے ان سے بغاوت کریں گے اور ان سے لڑنے کے لئے نکلیں گے دونوں لشکروں کو اللہ رب العزت ذلیل وخوار اورناکام ونامراد کریں گے کہ ایک کو زمین میں دھنسائیں گے اور دوسرے پر حضرت مہدی اوران کے رفقاءو متبعین کو منصور وفتح یاب فرمائیں گے۔

غنیمتِ کلب کی اہمیت

بعثِ کلب کے ساتھ معرکہ وجنگ کے نتیجے میں جو مالِ غنیمت حاصل ہو گا اس مالِ غنیمت کی حدیث پاک میں بڑی اہمیت بتائی گئی ہے تاکہ لوگ ضرور اس جنگ میں شریک ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایاہے کہ جولوگ بعثِ کلب کے مالِ غنیمت میں شریک ہوں گے چاہے انہیں ایک عِقَال یعنی اونٹ باندھنے کی رسّی کے برابرہی کیوں نہ ملے سعادت مند سمجھے جائیں گے اور جسے اس غنیمت سے کچھ حاصل نہ ہواوہ بدنصیب اور محروم سمجھا جائے گا جیساکہ ابوداؤد شریف میں ہے "وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ كَلْبٍ"(سنن أبي داود:۴۲۸۶). کہ ناکامی ونامرادی ہے اس شخص کے لئے جو لشکرِکلب کے مال غنیمت میں حاضر نہ رہے۔

اور مستدرک حاکم میں ہے"اَلْمَحْرُومُ مَنْ حَرُمَ غَنِيْمَةَ كَلْبٍ وَلَوْ عِقَالاً" کہ محروم ہے وہ شخص جو غنیمتِ کلب سے محروم رہاخواہ ایک رَسّی ہی کیوں نہ ہو(المستدرک:۸۳۲۹)۔

سوال و جواب

سوال: بَعثِ کَلب کے لوگ تو مسلمان ہوں گے تو پھر ان سے جہاد و قتال اور ان کے مال و اولاد کو غنیمت اور قیدی بنانا کیسے جائز ہو گا؟

جواب: یہی سوال حضرت حذیفہ نے آپ ﷺ سے کیا تھا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا تحلیلِ خمر یعنی شراب کو حلال قرار دینے اور نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے وہ مُرتَد اور کافر قرار دیئے جائیں گے، **قال حذيفةُ رضی الله عنه: يَا رسولَ الله! كَيْفَ يَحِلَّ قِتَالُهُمْ وَهُمْ مُوَحِّدُونَ؟ فَقَالَ: "يَا حذيفةُ! هُمْ يومئذٍ على رِدَّةٍ يَزْعَمُونَ أَنَّ الخَمَرَ حلاَلٌ وَلَا يُصَلُّونَ"** (السنن الواردۃ فی الفتن للدانی:۵/۱۰۸۹) حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ان سے لڑائی و قتال کیسے جائز ہو گا جب کہ وہ مُوَحِّد یعنی ایک اللہ کو ماننے والے ہوں گے تو آپ نے ارشاد فرمایا اے حذیفہ وہ اس دن مُرتَد یعنی اسلام سے پھر جانے والے ہوں گے، وہ سمجھیں گے کہ شراب حلال ہے اور نماز نہیں پڑھیں گے۔

سیاہ جھنڈوں والا خُراسانی لشکر

خراسان سے بھی ایک سیاہ و کالے جھنڈوں والا لشکر روانہ ہو گا لیکن یہ لشکر حضرت مہدی کی مخالفت و دشمنی میں نہیں نکلے گا بلکہ یہ تو ان کی تائید، نصرت و حمایت والا لشکر ہو گا جس میں شامل ہونے کے لئے آپ ﷺ نے اس طرح تاکیدی حکم فرمایا ہے کہ تم اس میں ضرور شریک ہونا، چاہے تم کو اس کے لئے برف پر گھسٹ کر کیوں نہ جانا پڑے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **"إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ خَرَجَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَائْتُوهَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ، فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ الْمَهْدِيِّ"** (الفتن لنعیم بن حماد:۸۹۶) کہ جب تم دیکھو کہ سیاہ

جھنڈے خراسان سے نکل پڑے تو تم اس میں جا کر شامل ہو جانا! اگرچہ تمہیں برف پر گھسٹ کر جانا پڑے، کیونکہ اس میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔

مہدی کے لئے حارث و منصور کی وسائل فراہمی

ماوراءُ النہر یعنی بخارا و سمرقند اور افغانستان کی جانب سے تو حضرت مہدی کی امداد و نصرت میں نام بنام ایک ایسے رجلِ صالح کے کھڑے ہونے کی پیشن گوئی کی گئی ہے جو آپ کی خلافت و امارت کو عام و مضبوط کرنے کے واسطے ان شاء اللہ زمین کو ہر طرح کے اسباب و وسائل مثلاً اسلحہ جات، نفری و عسکری قوت، خوراک وایندھن وغیرہ سے اس طرح ہموار کرے گا جس طرح سے قریش کے مومنین نے آنحضور ﷺ کے لئے ہموار کیا تھا حدیث پاک میں اس رجلِ صالح کا نام حارث بن حَرّاث اور اس کے لشکر کے مقدّمۃُ الجیش یعنی لشکر کے اگلے حصے پر جو شخص مامور ہو گا اس کا نام منصور ذکر کیا گیا ہے، جن کی تائید و نصرت اور جن کی دعوت پر لبیک کہنا ہر مؤمن پر از روئے حدیث ضروری ہے جیسا کہ سنن ابی داوٗد میں ہے "قال النبی ﷺ "يَخرُ جُ رَجلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحارِثُ بْنُ حَرَّاثٍ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ يُوَطِّئُ أَوْ يُمَكِّنُ لآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ إِجَابَتُهُ" کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہر یعنی نہرِ جیحُون کے اس پار سے ایک شخص نکلے گا جس کا نام حارث بن حراث ہو گا۔

اس کے آگے یعنی اس کے لشکر کے اگلے حصے پر ایک شخص (امیر) ہو گا جس کا نام منصور ہو گا وہ آل محمد) یعنی مہدی(کی اس طرح حمایت کرے گا یا غلبہ دلائے گا جس طرح قریش نے رسول اللہ ﷺ کی حمایت کی اور آپ کو غلبہ دلایا

تھا اس کی مدد کرنا، یا یہ کہا کہ اس کا حکم ماننا ہر مومن پر واجب ہے۔(سنن أبی داود:۴۲۹۰)۔

نوٹ: حارث بن حَرَّاث: حارث نام ہے اور حَرَّاث کے معنی ہیں کاشتکار اور کھیتی کرنے والا چوں کہ حارث کاشتکار اور کسان ہوں گے اس لیے ان کو حارث بن حرّاث کہا گیا ہے۔

اور منصور: یا تو یہ ان کا نام ہے یا تو یہ ان کی صفت ہے، نام کچھ اور ہو گا، منصور کے معنی ہیں مدد کیا ہوا، چوں کہ ہر محاذ پر ان کی نصرت اور مدد ہو گی اس لئے ان کو منصور کہا گیا ہے(بذل المجہود ۱۷/ ۱۰۰)۔

حارث و منصور، جہاد بالمال اور جہاد بالنّفس یعنی جانی ومالی قربانی کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اپنا تن من دھن لگا دینے والی وہ دو عظیم ومبارک شخصیات ہیں جو ان شاء اللہ حضرتِ مہدی کا دستِ راست ثابت ہوں گی، حارث و منصور کے علاوہ ایسے سات علمارِ ربّانیّین کا بھی احادیث میں تذکرہ آتا ہے جنہوں نے تین سو سے کچھ زائد افراد سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور غلبہ ٔ دین کی خاطر جینے مرنے کی بیعت لے رکھی ہو گی اور دنیا کے مختلف گوشوں میں غلبہ ٔ دین کی کوششوں کی قیادت کر رہے ہوں گے اور پھر آخر کار حضرت مہدی کی تلاش و جستجو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرمین شریفین جا پہنچیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے جیسا کہ الفتن لنعیم بن حماد میں ہے "**خَرَجَ سَبْعَةُ رِجَالٍ عُلَمَاءُ مِنْ أُفُقٍ شَتّٰى، عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ، يُبَايِعُ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، حَتّٰى يَجْتَمِعُوا بِمَكَّةَ**۔(الفتن لنعیم بن حماد:۱۰۰۰)۔

اگرچہ حضرت مہدی کے ساتھی تھوڑے لیکن نیک، بہادر، منجھے ہوئے، بہت منتخب لوگ ہوں گے جیسا کہ منقول ہے **فَيَسِيرُ مَعَ قَوْمٍ أُسْدٌ بِالنَّهَارِ، رُهْبَانٌ**

بِاللّیلِ (الفتن لنعیم بن حماد:۱۰۰۰) کہ مہدی ایسے لوگوں کے ساتھ روانہ ہوں گے جو دن کے شیر اور رات کے عبادت گزار ہوں گے۔

ان کی قلیل تعداد کو دیکھ کر شاید نام نہاد مادّہ پرست، دنیادار اور لبرل مسلمان کہیں گے یہ تو دقیانوس قدامت پسند لوگ ہیں، یہ تو دہشت گرد دیوانوں کا ٹولہ ہے، جو پوری دنیا کی متّحد و منظّم فوج کے خلاف لڑ کر خود کشی کا شوق پورا کرنے چلا ہے یہ تو شریعت کی سکھائی ہوئی حکمت کے خلاف چل رہا ہے یہ تو خود بھی مرے گا اور ہمیں بھی مروائے گا اور ہمیں پتھروں کے دور میں پہنچا کر رہے گا۔

حضرت مہدی کسی سیاسی گروہ کے امیر نہ ہوں گے

حضرت مہدی کسی غیر دینی و مذھبی یا کسی اور دوسرے قسم کی فکری یا تنظیمی اور سیاسی گروہ کے قائد و امیر ہر گز نہ ہوں گے بلکہ وہ تو ان تمام جہادی، دینی و مذھبی جماعتوں کے آخری امیر و خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ظاہر ہوں گے جو اصلاحِ امت، دین کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ اور خلافت علی منہاج النبوّۃ قائم کرنے کے واسطے مصروفِ عمل و جدوجہد ہوں گی چنانچہ اس وقت اہلِ حق کی تمام جماعتیں اور ان کے ذمہ داران حضرات اپنی اپنی جماعتوں کو ان کے ہاتھ میں دے کر ان کے ساتھ ضم و مدغم اور شامل ہو جائیں گے اور ان کو اپنا متفقہ خلیفہ تسلیم کرلیں گے۔

مفتی رفیع عثمانی کی تشریح

حضرت مفتی رفیع صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ "علامات قیامت اور نزول عیسی" نامی کتاب میں حدیثِ رسول **لاتَزَالُ طَائِفَۃٌمِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِيْنَ لايَضُرُّھُم مَن خذلَھُمْ حَتّیٰ تَقُومَ السّاعۃُ** (ابن ماجہ:٦) کہ میری امت میں سے ایک گروہ

کو ہمیشہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل رہے گی اور جو اس کی تائید و مدد نہ کرے گا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اور حدیث رسول لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ، حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ(سنن اَبِی داود:۲۴۸۴) کہ میری امت کا ایک طبقہ ہمیشہ حق کے لئے لڑتا رہے گا جو اپنے مخالفین پر غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کا آخری طبقہ دجال سے لڑے گا، اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ نزولِ عیسیٰ تک اس امت میں ایک جماعت حق کے لیے برسرِ پیکار رہے گی جو اپنے مخالفین کی پروانہ کرے گی۔ اس جماعت کے آخری امیر حضرت مہدی ہوں گے (علامات قیامت اور نزولِ مسیح :۱۳۷)۔

نصاریٰ کی حضرتِ مہدی سے جنگ

نصاریٰ یعنی عیسائی حضرت مہدی اور مسلمانوں سے لڑنے کے واسطے ملک شام میں "حلب" اور "انطاکیہ" کے قریب "اَعماق" یا "دابِق" میں جمع واکٹھا ہوں گے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقَ" (مسلم:۷۲۷۸) کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک روم یعنی نصاریٰ اہلِ ایمان سے لڑنے کے لئے "اَعْمَاق" اور "دَابِق" میں جمع نہ ہو جائیں۔

قیامت کے قریب نصاریٰ کی بڑی کثرت ہوگی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ہے تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ (مسلم:۲۸۹۸) کہ قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ اس وقت لوگوں میں روم یعنی نصاریٰ کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی، یعنی قیامت قائم ہونے کے قریب۔

بعض روایت سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائی مسلمانوں سے ایک بڑی جنگ لڑنے کے لئے ایک بڑا لشکر لے کر نکلیں گے جس کی تعداد نو لاکھ ساٹھ ہزار ہو گی ان کے کُل اَسّی ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے "فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً (رَايَةً) تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا (البخاري:۳۱۷۶)" پس وہ یعنی نصاریٰ ایک عظیم و بڑے لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے اس میں اَسّی ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ فوج ہو گی، یعنی کل نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج۔

حضرت مہدی اور اہلِ ایمان بھی ان کی کثرت و قوّت کی کچھ پرواہ کئے بغیر، توکُّلاً علی اللہ اس لشکر جرّار سے ٹکرانے کے لئے مدینۃُ الرسول ﷺ مدینۃُ المنوّرہ یا حلب یا دمشق سے نکلیں گے اس وقت اس لشکر کے شرکاء دنیا کے سب سے افضل مسلمان ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو اس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین!) جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الأَرْضِ يَوْمَئِذٍ (مسلم:۷۲۷۸) کہ ایک لشکر مدینہ سے ان کی طرف نکلے گا جو اس وقت زمین میں سب سے بہتر ہو گا۔

اس لشکر کا تہائی حصہ شہید ہو جائے گا، جامِ شہادت نوش کرنے والے وہ تمام شہداء دورِ رسالت کے شہداء کے بعد سب سے افضل شہید ہوں گے جیسا کہ مسلم میں ہے: "وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ"۔ اور ایک تہائی لشکر عیسائیوں کی کثرت و قوّت دیکھ کر بھاگ کھڑا ہو گا یہ بھاگنے والے عند اللہ ایسے مبغوض و ناپسندیدہ ہوں گے کہ جن کی توبہ کبھی قبول نہ ہو گی "فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لاَ يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا" (مسلم)۔ کہ ایک تہائی بھاگ جائیں گے جن کی اللہ کبھی توبہ قبول نہ کرے گا۔

ہاں! البتہ اس لشکر کا باقی ماندہ ثُلث یعنی تہائی حصّہ اپنی قلت و کمی کے باوجود اس عیسائی لشکر کے سامنے پہاڑ کی چٹّان اور سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار بنا ہوگا۔ زبردست گھمسان کی لڑائی ہوگی، بالآخر اللہ رب العزت کی تائید ونصرت سے مسلمانوں ہی کو عیسائیوں پر فتحِ عظیم حاصل ہوگی۔ دشمن پر فتح کے ساتھ ان مجاہدین کو اللہ کی طرف سے ان کی ثابت قدمی کے صلہ وبدلہ میں یہ مزید تمغہ وتحفہ ملے گا کہ یہ سب کے سب مجاہدین آئندہ ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ ہوجائیں گے اور فتحِ قسطنطنیہ بھی انہیں کے مقدر میں لکھ دی جائے گی۔ جیسا کہ حدیثِ رسول میں ہے: "وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لاَ يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطُنْطِينِيَّةَ" (مسلم:۸۷۲۷) کہ تہائی لوگ فتح حاصل کریں گے جنھیں کبھی آزمائش میں نہ ڈالا جائے گا پس وہ قسطنطنیہ فتح کریں گے۔

ان شاء اللہ العزیز ملک شام کی اس فتح کے بعد عیسائیوں کی کمر ٹوٹے گی اور ان کی قوت خاک میں ملے گی کہ اب وہ دوبارہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑے نہ ہوسکیں گے اور اس کے بعد ان شاء اللہ مسلمان عیسائیوں کے مراکز وغیرہ پر حملہ کریں گے اور انھیں فتح کرتے ہوئے یورپ کے صدر دروازہ قسطنطنیہ (جو ایشیا ویورپ کا سنگم ہے) پہنچ جائیں گے جس پر کہ عیسائیوں کا غاصبانہ قبضہ ہوگا اور حضرت مہدی اور ان کے اصحاب اسے دوبارہ عیسائیوں کے چنگل سے آزاد کرائیں گے اور اسے فتح کریں گے۔

خروج دجال کی جھوٹی افواہ

فتحِ قسطنطنیہ کے بعد ابھی حضرت مہدی اس کا مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے کہ اتنے میں شیطان مردود خروج دجّال کی جھوٹی افواہ پھیلائے گا

کہ اے مسلمانو! مسیح دجّال تمہارے پیچھے تمہارے بال بچّوں میں نکل چکا ہے چنانچہ یہ سن کر مسلمان قسطنطنیہ سے اپنے علاقہ شام کی طرف روانہ ہوجائیں گے لیکن دجّال ابھی تک نکلا نہ ہو گا۔ جب مہدی اپنے لشکر کے ساتھ شام پہنچ جائیں گے تو دجّال حقیقتاً نکل آئے گا جیسا کہ مسلم شریف میں ہے **”فَیَفْتَتِحُونَ قُسْطُنْطِینِیَّةَ فَبَیْنَمَا ھُمْ یَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُیُوفَھُمْ بِالزَّیْتُونِ إِذْ صَاحَ فِیھِمُ الشَّیْطَانُ إِنَّ الْمَسِیحَ قَدْ خَلَفَکُمْ فِی أَھْلِیکُمْ فَیَخْرُجُونَ وَ ذَلِکَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ** (مسلم:۷۲۷۸) پس وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جس وقت وہ آپس میں مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور ان کی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی تو اچانک شیطان چیخ کر کہے گا تحقیق مسیح دجال تمہارے بال بچوں تک پہنچ چکا ہے، وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن یہ خبر باطل و غلط ہو گی جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال نکلے گا۔

اور وہاں وہ مسلمانوں کو سخت آزمائش و فتنہ میں مبتلا کر دے گا، کسی میں اس سے لڑنے اور مقاومت و مقابلہ کی قوت نہ ہو گی، لوگ خوفزدہ ہو کر پہاڑوں پر بھاگ جائیں گے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے **"لَیَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتَّی یَلْحَقُوا بِالْجِبَالِ** (ترمذی:۳۹۳۰) کہ لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں پر جا رہیں گے۔

دجال، حضرت مہدی اور ان کے مجاہدین رفقاء کو شام کے جَبَلُ الدُّخَان نامی پہاڑ پر محصور و گھیر کر کے انہیں سخت مشقت و کلفت میں ڈال دے گا جیسا کہ حدیثِ رسول میں ہے **”بَقِیَّةُ الْمُسْلِمِینَ یَومَئِذٍ مُعْتَصِمُونَ بِذِرْوَةِ جَبَلٍ مِنْ جِبَالِ الشَّامِ فَیُحَاصِرُھُمُ الدَّجَّالُ نَازِلًا بِأَصْلِهِ“** (فتن لنعیم بن حماد:۲/۵۵۲) و جامع الأحادیث للسیوطی (۳۹/۴۰۳) کہ باقی ماندہ مسلمان اس دن ملک شام کے ایک پہاڑ کی

چوٹی پر پناہ گزیں ہوں گے اور دجال اس پہاڑ کی جڑ میں موجود رہ کر ان کا محاصرہ کئے رہے گا۔ محصورین و گھرے ہوئے لوگ طولِ محاصرہ سے تنگ آکر شہادت یا فتح پانے کے لئے بَیْعَتْ عَلیَ الْمَوْت یعنی آخری دم تک لڑنے کی بیعت کریں گے اور ایک فیصلہ کُن جنگ کی تیاری میں مصروف ہوں گے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

”حَتّٰی إِذَا طَالَ عَلَیْهِم الْبَلاءُ قَالَ رَجلٌ مِنَ الْمُسْلمِینَ حَتّٰی مَتیٰ أَنْتُمْ هٰكَذَا وَعَدُوُّاللهِ نَازِلٌ بِأَرْضِكُمْ وفي روايةٍ بِاَصْلِ جَبَلِكُمْ هٰكَذَا هَلْ اَنْتُمْ اِلَّااِحْدَالْحُسْنَیَیْنِ بَیْنَ اَنْ یَّسْتَشْهَدَ كُمُ اللهُ اَوْ یَظْهَرَ كُمْ فَیَتَبَایَعُوْنَ عَلیَ الْمَوْتِ بَیْعَةً“ (فتن لنعیم بن حماد (۲/۵۵۲) وجامع الأحادیث للسیوطی (۴۰۳/۳۹) وجامع معمر بن راشد (۱۱/۳۹۷) کہ یہاں تک جب ان پر مصیبت طویل و دراز ہو جائے گی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص کہے گا کب تک تم اس حالت میں رہو گے جبکہ اللہ کا دشمن تمہاری علاقے میں یا تمھارے پہاڑ کی جڑ میں اس طرح موجود ہے، تمھارے لئے دو خوبیوں میں سے ایک خوبی ضرور ہے یا تو اللہ تعالی تمہیں شہادت کی دولت نصیب فرمائے گا یا تم کو غلبہ عطا کرے گا پس وہ لوگ موت پر بیعت کریں گے۔

پس جس وقت مسلمان دجّال سے لڑنے کے واسطے صف بندی کر رہے ہوں گے اور نماز کے لئے اقامت کہی جارہی ہو گی کہ اتنے میں قتلِ دجّال کے واسطے مسلمانوں کے مَسیحا و نجات دہندہ بن کر حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے ”فَبَیْنَمَا هُمْ یُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ یُسَوُّوْنَ الصُّفُوفَ إِذْأُقِیمَتِ الصَّلاَةُفَیَنْزِلُ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ“ (مسلم:۷۴۷۸)

اسی دوران کہ وہ جہاد کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے اور صفوں کو سیدھا کر رہے ہوں گے کہ نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔

حضرت مہدی آپ سے نماز پڑھانے کی درخواست کریں گے لیکن آپ یہ کہتے ہوئے کہ "تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَکَ أُقِيْمَتْ" (الفتن/۱۳۳۶) کہ آپ آگے بڑھیں آپ کے لئے اقامت کہی گئی ہے، آپ ہی نماز پڑھائیں، وہ آگے بڑھنے سے انکار کردیں گے اور دین محمدی و شرعِ محمدی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے ایک نماز امامُ المجاہدین حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا فرما کر قتلِ دجال کے لئے روانہ ہوں گے اور شام کے شہر "لُد" کے دروازہ پر پکڑ کر اسے قتل کریں گے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ" (مسلم: ۷۳۷۳) کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اس کو "لُد" کے دروازہ پر پالیں گے اور اسے قتل کریں گے۔

جہادِ مَہدی کی نوعیت

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مہدی کی سفیانیوں اور بعث کلب سے جو جنگ ہوگی یہ ان کی اپنے باغی مسلمانوں سے جنگ ہوگی اور ملک شام میں مقام "دابق" یا "اعماق" میں عیسائیوں سے جو جنگ ہوگی یہ آپ کی دفاعی (بچاؤ والی) جنگ ہوگی کیونکہ عیسائی یہاں ملکِ شام میں خود مسلمانوں پر چڑھ کر آئے ہوں گے اور اس کے بعد قسطنطنیہ پر حضرت مہدی کا حملہ یہ ان کی اقدامی جنگ ہوگی یعنی خود آگے بڑھ کر، بالآخر حضرت مہدی ہی کو ان شاءاللہ ہر جگہ فتح و ظفر نصیب ہوگی۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال: قسطنطنیہ یعنی استنبول جب اسلامی ملک ترکی کا دارالسلطنت ہے اور جب سے فتح ہوا اس وقت سے آج تک مسلمانوں ہی کے قبضے میں ہے تو پھر دوبارہ

اس کے فتح ہونے کا کیا مطلب؟

جواب(۱) یہ شہر مسلمانوں کے قبضے سے نکل جائے گا اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو آمدِ مہدی سے پہلے یہ شہر مسلمانوں کے قبضے سے نکلے اور حضرت مہدی آکر اسے دوبارہ فتح کریں، یا آمدِ مہدی کے بعد مسلمانوں کے قبضے سے نکلے، حضرت مہدی ہی کے دور میں اس پر نصاریٰ کا تَسلُّط و قبضہ ہو اور پھر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دوبارہ اسے فتح کریں دونوں صورتیں ممکن ہیں۔

جواب (۲) بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ قسطنطنیہ شہر تو گویا اُسی وقت مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے جس وقت مصطفیٰ کمال پاشا اَتاتُرک نے ۱۹/ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کا اعلان کیا اور اسلامی و شرعی نظام اور دستور کو خیر آباد و بالائے طاق رکھ کر مغربی و یورپی دستور یعنی جمہوری نظام کی بنیاد رکھی۔

اب ان شاء اللہ العزیز اسکے بعد قرب قیامت میں حضرت مہدی کے ذریعے پھر دوبارہ اس کی وہ اسلامی فتح لوٹے گی جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے اور دوبارہ اسلامی و شرعی نظام قائم ہو گا۔

مہدی کے کارنامے اور فضائل

حضرت مہدی کے ساتھ اللہ تعالی کی نصرت و مدد اور مؤمنین مخلصین کی ایسی تائید و حمایت حاصل ہو گی جس کی بدولت وہ فتح پر فتح کرتے چلے جائیں گے، چند سالوں میں وہ ان شاء اللہ، وہ کچھ کرلیں گے جو صدیوں سے مسلمانوں سے بن نہ پڑ رہا ہو گا۔

آپ ظلم و ستم ختم کر کے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے خلافتِ

راشدہ کی یاد تازہ ہو جائے گی۔

تمامِ ممالک اسلامیہ آپ کے زیر نگیں اور تمام امّتِ مسلمہ آپ کے جھنڈے تلے جمع اور متّحد ہو جائے گی، وہ تنہا روئے زمین کے متّفقہ خلیفہ، امامُ المسلمین اور رَئیسُ المجاہدین ہوں گے اور روئے زمین پر نفاذِ سنت و شریعت ہو گا اور اسلام مکمّل طور پر مستحکم و مضبوط ہو جائے گا جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے "وَيُلْقِي الإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الأَرْضِ" (سنن أبي داود:۴۲۸۶) کہ اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا یعنی اسلام کو پوری طرح قرار واستحکام حاصل ہو گا۔

سات سال تک آپ عیسائیوں کے ساتھ مختلف جنگوں میں مصروف ہوں گے اور آپ کی خلافت کا آٹھواں سال دجّال کے ساتھ مقابلہ آرائی میں صرف ہو گا اور نَوَاں سال حضرت عیسی علیہ السلام کی معیّت میں گزرے گا۔

ایک نکتہ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اتّحاد و اتّفاق اور امّتِ مسلمہ کی خیر خواہی کے نیک جذبہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح و مصالحت اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرما کر ایک مختصر و محدود خلافت سے دست بردار ہوئے تھے تو اللہ ربّ العزّت اس کے صلے اور بدلے میں آپ کی اولاد میں سے حضرت مہدی کو پوری روئے زمین کی خلافت مرحمت فرمائیں گے کیوں کہ قانونِ الٰہی ہے کہ جو شخص رضائے الٰہی کے واسطہ کوئی چیز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالی اس کو یا اس کی اولاد کو اس سے بہتر چیز عطا فرماتے ہیں۔ جیسا کہ ابنُ القیّم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وَفِي كَوْنِهِ مِنْ وَلَدِ الْحَسَنِ سِرٌّ لَطِيفٌ وَهُوَ أَنَّ الحسنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ تَرَكَ الْخِلافَةَ لِلّٰهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ مِنْ وَلَدِهِ مَنْ يَقُومُ بِالْخِلافَةِ الْحَقِّ الْمُتَضَمِّنِ لِلْعَدلِ الَّذِي يَمْلأُ

الأَرْضَ وَهَذِهِ سُنَّةُ اللّٰهِ فِي عِبَادِهِ أَنَّهُ مَنْ تَرَكَ لِأَجْلِهِ شَيْئًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ أَوْ أَعْطَىٰ ذُرِّيَّتَهُ أَفْضَلَ مِنْهُ (المنار المنیف لابن قیم:۱۵۱)

آپ کے زمانۂ خلافت میں روئے زمین عدل و انصاف اور چین و سکون کا گہوارہ بن جائے گی، آپ کی کُلُ مدّتِ خلافت سات یا نو برس ہو گی اس کے بعد آپ بعُمر انچاس ۴۹ سال انتقال فرمائیں گے اور مسلمان آپ کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے جیسا کہ سُنَنِ ابی داوٗد میں ہے "فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، وَقَالَ بَعْضُهُم عَنْ هِشَامٍ: "تِسْعَ سِنِيْنَ" (سنن أبي داود:۴۲۸۶) کہ مہدی سات برس رہیں گے پھر ان کی وفات ہو گی، اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور بعض راویوں نے ان کے (ٹھہرنے کی مدت) نو برس ذکر کی ہے۔

سوال وجواب

سوال: آپ کی مدّتِ اقامت و خلافت کتنے برس رہے گی؟ سات برس یا نو برس؟ اس سلسلے میں تو روایتِ ابی داوٗد میں تعارض واختلاف ہے کیونکہ روایت میں سات برس اور نو برس دونوں کا ذکر ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہیکہ چونکہ آپ کی خلافت کے سات برس لشکر کی تیاری اور کُفّار و نصاریٰ کے ساتھ جنگ میں صرف ہوں گے پھر آخر کے دو سال زندہ رہ کر حکومت کریں گے تو بعض حدیث میں سات اور دو، دونوں کا مجموعہ نو ۹ مذکور ہے اور بعض روایات میں آخری دو سال چھوڑ کر صرف لشکر کی تیاری اور لڑائی کے سات سال مذکور ہیں اس لئے حقیقت میں کوئی تعارض و تخالف نہیں ہے۔

سوال: اور ترمذی شریف میں تو سات اور نو سال کے ساتھ پانچ سال کا بھی تو

ذکر آیا ہے تو اس کا کیا جواب ہو گا؟

اور وہ ترمذی شریف کی روایت یہ ہے ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں: **خَشِينَا أَنْ يَكُونَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا زَيْدٌ الشَّاكُّ قَالَ: قُلْنَا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: سِنِينَ قَالَ: فَيَجِيءُ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَيَقُولُ: يَا مَهْدِيُّ، أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ: فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ**(ترمذی ۲۳۳۲)

کہ ہم اس بات سے ڈرے کہ ہمارے نبی کے بعد کچھ حادثات پیش آئیں، لہٰذا ہم نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: میری امت میں مہدی ہیں جو نکلیں گے اور پانچ، سات یا نو تک زندہ رہیں گے، (اس گنتی میں زید العمی کی طرف سے شک ہوا ہے، راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کیا: ان گنتیوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: سال) آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ان کے پاس ایک آدمی آئے گا اور کہے گا: مہدی! مجھے دیجیے، مجھے دیجیے، آپ نے فرمایا: وہ اس آدمی کے کپڑے میں (دینار و درہم) اتنا رکھ دیں گے کہ وہ اٹھا نہ سکے گا۔

جواب(۱) اس کا جواب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اولاً لشکر کی تیاری پانچ سالوں میں ہو گی پھر دو سال کُفّار کے ساتھ سے جنگ ہو گی اور پھر آخری دو سال آپ زندہ رہ کر حکومت کریں گے (الکوکب الدری ۲/۵۷)۔ یعنی لشکر کی تیاری، کافروں کے ساتھ جنگ و لڑائی اور حکومت کرنے کی مدت الگ الگ کر کے حدیث میں مذکور ہے۔

جواب (۲) حدیث میں تعارض و تخالف ہے ہی نہیں کہ جواب دینے کی ضرورت ہو، تعارض و تخالف تو تب ہوتا جب حدیث کے راوی یقین اور جزم کے ساتھ مدتوں کا تذکرہ کرتے، یہاں تو راوی شک کے ساتھ تین مدتوں کا ذکر کر

رہے ہیں۔

آپ امّتِ محمد یہ کے آخری خلیفہ راشد اور آخری مجّدد ہوں گے ولایت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوں گے، خلفائے راشدین کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہو گا،

چنانچہ حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "نزُولِ عیسیٰ و ظہورِ مہدی:۳۵" پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی امتِ محمدیہ کے آخری خلیفہ راشد ہیں، جن کا مرتبہ جمہور علماء کے نزدیک امت میں چاروں خلفائے راشدین کے بعد ہے۔

اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **هُوَ اٰخِرُ مُجَدِّدِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ**(اَلْكَوْكَبُ الدُّرِّي:۲/۵۷) کہ مہدی اس امت کے آخری مجدد ہیں، یعنی دینِ اسلام کو لوگوں کے سامنے اس کی اصلی شکل وصورت میں پیش کرنے والے ہوں گے۔

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو امتِ محمدیہ کے خلیفہ راشد ہوں گے اور آپ تو حضرت مہدی کے بعد تک رہیں گے تو پھر آخری خلیفہ حضرت مہدی کیسے ہوئے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کر کے یعنی ان کو علٰحدہ اور چھوڑ کر، آپ کو آخری خلیفہ کہا جاتا ہے یعنی حضرت مہدی تک امت میں جو خلفائے راشدین گزر چکے ہیں ان کے اعتبار سے آخری خلیفہ۔

یا حضرت مہدی کے آخری خلیفہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ محض امتی ہونے کی حیثیت سے امتِ محمدیہ کے آخری خلیفہ ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو امت کے خلیفہ راشد ہوں گے تو ان کی حیثیت نبی کی بھی ہو گی کیونکہ وہ نزول کے وقت منصبِ نبوت پر برقرار ہوں گے اگرچہ اپنی شریعت کی دعوت و

تبلیغ نہیں کریں گے۔

مہدی "جنّت کے سرداروں میں سے ایک سردار ہوں گے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا "نَحنُ وَلَدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجنَّةِ أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ" (سنن ابن ماجہ:۴۰۸۷) کہ ہم عبد المطلب کی اولاد ہیں اور اہلِ جنت کے سردار ہیں یعنی میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑی روحانی طاقت یافتہ ہوں گے۔ آپ کی خلافت امّت کے لئے باعثِ خیر وبرکت ثابت ہوگی، آپ لوگوں کو لپ بھر بھر کے مال دیں گے، اسے شمار بھی نہ کریں گے یعنی خوب داد ودہش اور سخاوت کریں گے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "مِنْ خُلَفَائِكُمْ خَلِيفَةٌ يَحْثُو الْمَالَ حَثْيًا لاَ يَعُدُّهُ عَدَدًا" (مسلم:۷۳۱۷) کہ تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہوگا جو بغیر شمار کیے لپ بھر بھر کر لوگوں میں مال تقسیم کرے گا۔

آسمان وزمین والے سب آپ سے خوش ہوں گے۔ "يَرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَ سَاكِنُ الأَرْضِ" (مستدرک للحاکم:۸۴۳۸)۔ ان کی تشریف آوری امّتِ مسلمہ کے عروج وترقّی کا سبب ہوگی۔

عیسیٰ مسیح کے قبلَ النّزول یعنی آسمان سے اترنے سے پہلے تک آپ مسلمانوں کے خلیفہ، حاکم اور امام ہوں گے اور بعدَ النّزول حضرت عیسی حاکم، امیر وامام ہوں گے اور مہدی ان کے وزیر ومُشیر ہوں گے اور دونوں باہمی مشورہ سے کام کریں گے۔

مہدی نہ تو نبی ورسول ہوں گے اور نہ ہی نبوّت ورسالت کا دعویٰ کریں گے اور نہ ان پر وحی کا نزول ہوگا اور نہ ہی کوئی شخص نبی ورسول سمجھ کر ان پر ایمان

لائے گا۔

آپ ہی کے زمانہ میں خُروجِ دجّالِ اور نُزولِ عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہو گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لانے کے بعد نمازِ فجر آپ ہی کی امامت میں ادا فرمائیں گے تاکہ لوگوں کو آپ کا بحیثیت امّتی و تابعِ شرعِ محمدی، نہ کہ بحیثیت نبی دنیا میں آنا معلوم ہو جائے (یعنی حضرت عیسیٰ سابقہ منصبِ نبوت پر بر قرار رہنے کے باوجود نہ اپنے دین و شریعت کی طرف دعوت دیں گے اور نہ کوئی نئی شریعت لیکر اتریں گے)اور دینِ عیسائیت کی منسوخیت و ختم ہونے پر عملی طور سے مہر ثبت ہو جائے اور نصاریٰ کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ کرلیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت، عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے لئے ناسخ و ختم کرنے والی تھی، اب تک ہم لوگ جو کچھ عمل کرتے رہے وہ منسوخ شریعت پر عمل کرتے رہے جیسا کہ عارضۃُ الْاَحْوَذِی شرح ترمذی میں ہے "قَدْ رُوِیَ أَنَّہٗ یُصَلِّی وَرَاءَ إِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ (أی المهدي) خُضُوعاً لِدِیْنِ مُحَمَدٍوَ شَرِیْعَتِہٖ وَاِتِّبَاعاًوَ اِشْحَاناً لِأَعْیُنِ النَّصَارىٰ إِقَامَةَ الْحُجَّةِ عَلَیْهِم" (عارضۃ الأحوذي:۹/ ۷۸) کہ روایت کیا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے دین و شریعت کے سامنے انکساری اور تابعداری کے لئے اور نصاریٰ کو دکھانے اور ان پر حُجَّت و دلیل قائم کرنے کے لئے مسلمانوں کے امام یعنی مہدی کے پیچھے ایک نماز ادا کریں گے۔

ہاں البتہ اس ایک نماز کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور حضرتِ مہدی ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے جیسا کہ حدیث میں ہے ثُمَّ یَکُونُ عِیسیٰ اِمَاماً بَعْدَہٗ (الفتن:۳۳۶) کہ پھر اس کے بعد یعنی پہلی نماز کے بعد حضرت عیسیٰ امام ہوں گے۔

قسطنطنیہ یعنی ترکی کا معروف شہر اس کی راجدھانی "استنبول" مسلمانوں کے

قبضہ سے نکل جائے گا حضرت مہدی ہی کی امارت اور قیادت میں مسلمان اس کو دوبارہ فتح کریں گے اور قسطنطنیہ یعنی استنبول کی دوبارہ فتح خروجِ دجّال کی علامت اور اس کا پیش خیمہ ہے جیسا کہ سنن ابی داؤد شریف میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرىٰ وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِى سَبْعَةِ أَشْهُرٍ وفي روايةٍ: قال بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ (القسطنطينية) سِتُّ سِنِينَ وَيَخْرُجُ الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ فِى السَّابِعَةِ" (سنن أبي داود:۴۲۹۵) کہ اَلْمَلْحَمَةُ الْكُبْرىٰ یعنی جنگِ عظیم، فتحِ قسطنطنیہ اور خروجِ دجال تینوں چیزیں سات مہینہ کے اندر اندر ہو جائیں گی، اور دوسری روایت میں ہے کہ اَلْمَلْحَمَةُ الْكُبْرىٰ اور فتحِ قسطنطنیہ چھ سال کے اندر پائی جائے گی اور خروجِ دجال ساتویں سال ہو گا۔

دفعِ تعارض

بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے کہ ایک حدیث میں سات ماہ کا ذکر ہے اور دوسری حدیث میں سات برس کا؟

جواب(۱) حقیقت میں دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی تعارض نہیں کیوں کہ حدیث اوّل میں اِختتامِ لڑائی مراد ہے کہ لڑائی کے ختم ہونے اور فتحِ قسطنطنیہ میں سات ماہ لگیں گے یعنی چھ ماہ کا فصل ہو گا اور ساتویں مہینہ میں فتح کی تکمیل ہو گی۔

اور حدیثِ ثانی میں لڑائی کی ابتدا مراد ہے کہ لڑائی کے شروع ہونے کے بعد اس کے اختتام تک میں چھ برس لگ جائیں گے اور ساتویں سال میں فتح ہو گی اور دجال نکلے گا۔

جواب(۲) ہو سکتا ہے کہ دونوں ملحمہ اور لڑائی کا مصداق الگ الگ ہو کیوں

کہ اس وقت بکثرت لڑائیاں واقع ہوں گی۔

جواب(۳) سال والی روایت مہینہ والی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

ابتداءً مہدی کی خوبیاں لوگوں سے مخفی ہوں گی

ولادت کے بعد اور خروج و ظہور سے پہلے حضرت مہدی کے باطنی و روحانی کمالات و خوبیاں اور دیگر صفات مشیّتِ الٰہی کے تحت لوگوں سے مَخْفِی اور او جھل رکھی جائیں گی یہاں تک کہ وہ خود بھی اپنے مقام و مرتبہ سے ناواقف ہوں گے ان کی اپنی صلاحیتیں خود ان سے پوشیدہ ہوں گی اور وہ ایک عام آدمی کی طرح زندگی گزار رہے ہوں گے لیکن جب ان کی عمر چالیس برس کی ہو گی اور ان کے ظہور کا وقت آجائے گا تو ایک ہی شب ایک ہی رات میں ان کے اندر تمام صلاحیتیں ودیعت کر کے منظرِ عام پر ظاہر کر دی جائیں گی جس کے بعد ان کا مہدی ہونا خود ان پر اور تمام دنیا والوں پر منکشف و ظاہر ہو جائے گا۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "**اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ، يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ**" (سُنَنِ ابنِ ماجہ: ۴۰۸۵ و مسند احمد: ۱/۱۰۶) کہ مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہوں گے اللہ تعالی ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرما دیں گے، **وَقَالَ الشَّيْخُ عبدُ الغَنِیْ اَلدِّهْلَوِيُّ اَیْ يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ اَیْ لِلْاِمَارَةِ وَالْخِلَافَةِ بغاءَةً وَ بَغْتَةً** (اِنجاحُ الحاجۃ/۳۰۰) کہ اللہ تعالی ایک ہی رات میں اچانک ان کو اِمارت و خلافت کی یہ صلاحیت عطا فرما دیں گے۔

اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ مذکور کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "**اَیْ یَتُوبُ اللّٰہُ عَلَیہِ ویُوَفِّقُہٗ ویُفْھِمُہٗ ویُرْشِدُہٗ بَعْدَاَنْ لَمْ یَکُنْ کَذٰلِکَ**" (النہایۃ فی الفتن والملاحم لابن کثیر (۱/۵۵) کہ اللہ تعالی ان پر مہربانی فرمائیں گے، انھیں توفیق

بخشیں گے، ان کو ان کے مقام و مرتبہ سے آشنا کر دیں گے اور امورِ خلافت وغیرہ کی انھیں لیاقت وصلاحیت دیں گے بعد اس کے کہ وہ اس سے پہلے ایسے نہ تھے۔

گویا کہ یہ بھی ایک کرشمۂ خداوندی ہے کہ وقتِ ظہور سے پہلے ان کو کوئی نہ پہچان سکے گا اور وقت ظہور آجانے پر ان کا مہدی ہونا ہر خاص وعام پر ظاہر ہو جائے گا۔

سوال:ظہور مہدی کب ہو گا؟

جواب: اس کا تَعَیُّن تو سال و ماہ اور دن کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ احادیث اس سے ساکت وخاموش ہیں، ہاں! البتّہ امّتِ مسلمہ کے عمومی احوال اور دنیا کے حالات سے قُربِ ظہور کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے چنانچہ ان کے ظہور کے قریب، دنیا اور امّت کے عمومی حالات کچھ اس طرح ہوں گے کہ زمین گناہوں سے اور ظالمین کے ظلم و جَبر سے اس طرح بھر جائے گی کہ پناہ لینا بھی مشکل ہو جائے گا۔ جیسا کہ مُستَدرَک حاکم میں ہے "**يَنْزِلُ بِأُمَّتِيْ فِيْ أٰخِرِ الزَّمَانِ بَلَاءٌ شَدِيْدٌ مِنْ سُلْطَانِهِمْ لَمْ يُسْمَعْ بَلَاءٌ أَشَدُّ مِنْهُ حَتّٰى تَضِيقَ عَنْهُمُ الْأَرْضُ الرَّحْبَةُ وَ حَتّٰى يَمْلَأُ الْأَرْضُ جَوْرًا وَ ظُلْمًا لَا يَجِدُ الْمُؤمِنُ مَلْجَأً يَلْتَجِيْ إِلَيهِ مِنَ الظُّلْمِ فَيَبْعَثُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ رَجُلًا مِنْ عِتْرَتِى فَيَمْلَأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَ جَوْرًا** (المستدرک:۸۴۳۸) کہ اخیر زمانہ میں میری امت کو ان کے بادشاہوں و سربراہوں کی طرف سے ایسے شدید مصائب و مشکلات کا سامنا ہو گا جو کبھی سننے میں نہ آئیں ہوں گے یہاں تک کہ کشادہ زمین ان کے لئے تنگ ہو جائے گی اور زمین ظلم وزیادتی سے بھر جائے گی کہ مومنین کو کہیں جائے پناہ نہ ملے گی (کہ جہاں وہ سکون کا سانس لے سکیں، جب اس طرح کے حالات ہو جائیں گے) تو

پھر اللہ تعالیٰ میرے گھرانے میں سے ایک ایسے آدمی کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و ستم سے بھری تھی۔

مسلمان اپنی قیادت سے حد درجہ نالاں و پریشان ہوں گے اور کسی نجات دہندہ قائد و رہبر کا شدّت و بے چینی سے انتظار کر رہے ہوں گے، اللہ کا نام لینا قتل و گردن زنی والا جرم سمجھا جائے گا۔ "إِذَا قَالَ الرَّجُلُ اَللّٰهُ! اَللّٰهُ! قُتِلَ "(مستدرک للحاکم:۸۶۵۹) کہ جب آدمی اللہ اللہ کہے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ یعنی کلمۂ توحید و ایمان کی بنیاد پر لوگ قتل کئے جائیں گے۔

امّت سخت ترین آزمائش سے دوچار ہوگی، لوگوں میں اختلاف وانتشار زوروں پر ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے "اَبْشِرُوا بِالْمَهْدِى رَجُلٌ مِنْ قُرَيشٍ مِنْ عِتْرَتِي يَخْرُجُ فِي اِخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ "(مسند احمد:۱۱۳۴۴)(کہ مہدی کی خوش خبری سنو! جو میرے خاندان "قبیلہ ٔقریش" کے ایک شخص ہوں گے جو نکلیں گے لوگوں میں اختلاف وانتشار کے وقت)۔

فتنوں کی کثرت ہوگی۔ مادّیت کا عروج ہوگا اور روحانیت اور دین زوال پذیر ہوگا۔ دنیا پر شیطانی قوّتوں کا غلبہ و تسلط ہوگا۔ مسلمانوں کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھاپن ہوگا۔ لوگوں کے دلوں میں دین و شریعت کی کوئی اہمیت نہ ہوگی۔ لوگ حلال کو حرام اور معروف کو منکر اچھائی کو برائی سمجھیں گے۔

لوگ ایک دوسرے پر تھوکتے ہوں گے۔ جیسا کہ الفتن لنعیم بن حماد میں ہے:عَنْ عَلِيٍ قَالَ لَا يَخْرُجُ المَهْدِىُّ حَتّىٰ يَبْصُقَ بَعْضُكُمْ فِي وَجْهِ بَعْضٍ " (الفتن/ ۹۶۰) کہ مہدی اس وقت نہ آئیں گے جب تک تم ایک دوسرے پر تھوکنے نہ لگ جاؤ۔

اب یا تو حقیقتاً لوگ تذلیل و تحقیر کے واسطے ایک دوسرے پر تھوکیں گے کہ لوگوں کے دلوں سے ایک دوسرے کا ادب واحترام ختم ہو چکا ہو گا،
یا یہ کہ ماحول اور معاشرہ اتنا گندہ و خراب ہو جائے گا کہ لوگوں سے ایسی اوچھی اور حقیر و ذلیل حرکتیں سرزد ہوں گی کہ جس پر لوگ تھو تھو کریں گے یعنی حد درجہ اظہارِ ناگواری اور افسوس کریں گے۔

مسلمانوں کا نصاریٰ کے ساتھ صلح واتّحاد ہو گا جو بہت زیادہ مضبوط و پائیدار نہ ہو گا، اور اس کے بعد ہی اَلْمَلْحَمَۃُ الْکُبْریٰ یعنی جنگِ عظیم، بڑی لڑائی کی شروعات ہو گی، جیسا کہ ابوداوٗد شریف میں ہے **سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ فَتُنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ تَرْجِعُونَ، حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ: غَلَبَ الصَّلِيبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَيَدُقُّهُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ.** (سنن أبي داود: ۴۲۹۲) کہ عنقریب تم نصاریٰ سے ایک پُرامن صلح کرو گے پھر تم اور وہ مل کر اکٹھے ایک ایسے دشمن سے لڑو گے جو تمہارے پیچھے ہے، اس پر فتح پاؤ گے، اور غنیمت کا مال لے کر صحیح سالم واپس ہو گے یہاں تک کہ ایک سبزہ زار میدان میں اترو گے جو ٹیلوں والا ہو گا، پھر نصرانیوں میں سے ایک شخص صلیب اٹھائے گا اور کہے گا: صلیب غالب آئی یہ سن کر مسلمانوں میں سے ایک شخص غصہ میں آئے گا اور اس کو توڑدے گا، اس وقت اہلِ روم عہد شکنی و غداری کریں گے اور لڑائی کے لیے اپنے لوگوں کو جمع کریں گے۔

جب یہ سب علامتیں پائی جانے لگیں تو سمجھ لو کہ یہی وقت حضرت مہدی کے ظہور کا ہے۔

نوٹ: صلیب نصاریٰ کے باطل عقیدے کے مطابق جس شکل کی سولی پر

حضرت عیسی علیہ السلام کو سولی دیگئی اسے صلیب کہتے ہیں، عیسائیوں کے یہاں یہ حد درجہ مقدس اور قابلِ تعظیم و توقیر سمجھی جاتے ہے حتی کہ اس کی پوجا پاٹ تک ہوتی ہے۔

جب کہ قرآنِ کریم کا واضح بیان ہے کہ حضرت عیسی نہ قتل کیے گئے نہ سولی دیئے گئے، بلکہ ان کو تو اللہ رب العزت نے زندہ وسلامت اپنے طرف اٹھالیا ہے۔

کما قال اللہ تعالی: وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (سورہ نساء:۱۵۷-۱۵۸)

ترجمہ: حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل کیا تھا، نہ انہیں سولی دے پائے تھے، بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ اس سلسلے میں شک کا شکار ہیں، انہیں گمان کے پیچھے چلنے کے سوا اس بات کا کوئی علم حاصل نہیں ہے، اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسیٰؑ کو قتل نہیں کر پائے، بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا، اور اللہ بڑا صاحب اقتدار، بڑا حکمت والا ہے۔

اصحابِ مہدی

اصحابِ مہدی أُسُدٌ بِالنَّهَارِ رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ ہوں گے یعنی دن کے غازی اور رات کے نمازی (الفتن: ح۹۴۸ص۲۴۱)۔ عند اللہ محبوب ہوں گے، ان کے قلوب باہم اسلام پر متحد ہوں گے، ان کے دلوں میں جرأت وبہادری، اللہ پر توکّل و اعتماد اس درجہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہو گا کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے ڈریں

اورخوف نہ کریں گے، ابتداءً ظاہری شان وشوکت کے اعتبار سے انتہائی کمزور ہوں گے لیکن روحانی اور باطنی طور پر بڑے قوی ومضبوط ہوں گے، چنانچہ اصحابِ مہدی کی جرأت وبے باکی کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں کہ جس وقت عیسائیوں کا بڑا لشکر مہدی اور اصحابِ مہدی کے کم اور تھوڑی تعداد والے لشکر پر ان کی سرزمین ملک شام پر چڑھ آیا ہوگا وہ صلیبی لشکر مسلمانوں پر ان کی بے سروسامانی اور قلتِ تعداد کی وجہ سے رحم وترس کھا کر ان کے سامنے ایک مطالبہ وپیش کش رکھے گا کہ اے مسلمانو! تم ہماری بس ایک پیش کش اور ہمارا ایک مطالبہ قبول کرلو ہم تم سے لڑے بغیر واپس چلے جاتے ہیں وہ یہ کہ تم نے ہمارے جن آدمیوں کو قیدی بنایا تھا اور وہ اب ہمارا مذہب چھوڑ کر تمہارا مذہب اختیار کر چکے ہیں اور اب تمہارے ساتھ مل کر ہم سے لڑنے آئے ہیں تم صرف یہ کرو کہ ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جاؤ ہم صرف ان سے لڑنے آئیں ہیں تم سے کوئی مطلب کوئی سروکار نہیں لیکن حضرت مہدی اور ان کے رفقاء اپنے مقابل دشمن کی کثرت وقوت کی پرواہ کئے بغیر ایسا جرأت مندانہ وبے باکانہ جواب دیں گے جو سنہرے حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے کہ خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا وہ اسلام قبول کرکے ہمارے بھائی بن چکے ہیں ہم انہیں کسی بھی حالت میں نہ اکیلا چھوڑ سکتے ہیں اور نہ تمہارے حوالے کرسکتے ہیں، جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "**فَإِذَا تَصَافُّوا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ. فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لاَ وَاللهِ لاَ نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُونَهُمْ**" (مسلم:۷۲۷۸)

پس جب وہ صف بندی کریں گے تو رومی یعنی نصاریٰ کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان کے درمیان دخل اندازی نہ کرو جنہوں نے ہم میں سے کچھ لوگوں کو قیدی بنالیا ہے ہم ان سے لڑیں گے مسلمان کہیں گے نہیں اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو تنہا

نہ چھوڑیں گے کہ تم ان سے لڑتے رہو بالآخر وہ ان سے لڑائی کریں گے۔

اوّل وہلہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے خیرُ القرون کے بعد سب سے اونچے درجہ کے ایمان والے ہوں گے۔ اصحابِ مہدی بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں یہود سے ہونے والے آخری معرکہ وجنگ میں شریک ہوں گے۔ آپ کے اصحاب کا ایک دستہ دجّال سے مقابلہ کرے گا۔ فتحِ قسطنطنیہ کے بعد جب خروجِ دجال کی غلط افواہ پھیلے گی تو حضرت مہدی دِمَشق کی طرف دجّال کی تحقیق کے لئے دس گھوڑسواروں کا ایک دستہ روانہ فرمائیں گے جو اس وقت روئے زمین میں سب سے افضل ہو گا، جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "فَيَبْعَثُونَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً۔۔۔۔۔ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ يَوْمَئِذٍ" (مسلم:۷۲۸۱) کہ دس سواروں کا دستہ روانہ کریں گے۔ وہ اس دن زمین والوں میں بہترین شہسوار ہوں گے۔

مہدی کے لشکر کی تعداد

قیامت کے قریب تو نصاریٰ کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی جیسا کہ حدیث میں ہے "تقومُ الساعةُ والرومُ أكثرُ الناسِ (صحیح الجامع:۲۸۸۴) کہ قیامت کے قریب نصاریٰ سب سے زیادہ ہوں گے۔

اور اہلِ عرب کے متعلق ہے کہ وہ کم ہوں گے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَيَفِرَّنَّ النّاسُ مِنَ الدَّجّالِ في الجِبالِ "قالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ يا رَسولَ اللهِ، فأيْنَ العَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قالَ: هُمْ قَلِيلٌ (مسلم:۲۹۴۰) کہ ضرور بالضرور لوگ دجال کے (ڈر) سے پہاڑوں میں بھاگ جائیں گے تو امِّ شریک رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرب کہاں

ہوں گے تو آپ نے فرمایا اہلِ عرب کم و تھوڑے ہوں گے۔

پس ان دونوں حدیثوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محاذِ جنگ پر حضرتِ مہدی کے لشکر کی تعداد اپنے مخالفین اور نصاریٰ وغیرہ کے لشکروں کے مقابلے میں کم اور تھوڑی ہوگی،

مستدرک علی الصحیحین کی ایک طویل روایت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس میں حضرت مہدی کے لشکر کی تعداد بارہ و پندرہ ہزار مذکور ہے اور حدیث پاک میں اس کا بھی ذکر آتا ہے کہ بارہ ہزار کا لشکر تعداد کی کمی کی بنیاد پر مغلوب نہیں ہو سکتا، اس کے مغلوبیت و شکست کی کچھ اور وجہ تو ہو سکتی ہے لیکن قِلّتْ و کمی نہیں ہو سکتی جیسا کہ ابو داؤ شریف میں ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُ مِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ (سنن ابی داؤد: ۲۶۱۱)

کہ بہتر ساتھی وہ ہیں جن کی تعداد چار ہو اور چھوٹی فوج میں بہتر فوج وہ ہے جس کی تعداد چار سو ہو، اور بڑی فوجوں میں بہتر وہ فوج ہے جس کی تعداد چار ہزار ہو، اور بارہ ہزار کی فوج قلتِ تعداد کی وجہ سے ہر گز مغلوب نہیں ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ طویل روایت جس میں بارہ پندرہ ہزار کی تعداد کا ذکر ہے وہ یہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عنقریب فتنہ برپا ہوگا اس میں لوگ ایسے چھٹ جائیں گے جیسے سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے، تم اہلِ شام کو برا بھلا مت کہو کیونکہ ان میں ابدال ہوں گے ان کے ظالموں کو برا کہو کیوں کہ اللہ تعالی شام کے لوگوں پر بارش برسائیں گے جو ان کو غرق کر دے گی (وہ لوگ غرق ہونے کی وجہ

سے) اس قدر کمزور ہو جائیں گے کہ اگر لومڑی بھی ان سے لڑے تو ان پر غالب آجائے ثُمَّ یَبْعَثُ اللہُ عِنْدَ ذٰلِکَ رَجُلًا مِنْ عِتْرَةِ الرَّسُولِ ﷺ فِي اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ قَلُّوا وَخَمْسَةَ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ كَثُرُوا کہ پھر اس وقت اللہ تعالی، رسول ﷺ کے گھرانے سے ایک شخص کو بھیجے گا (یعنی مہدی کو) ان کے ساتھ کم از کم بارہ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار کا لشکر ہو گا ان کی فوج کا شِعار اَمِتْ اَمِتْ کا لفظ ہو گا، ان کا لشکر تین جھنڈوں کے نیچے لڑے گا، ان کے مدِّ مقابل سات جھنڈوں کے نیچے ہوں گے، ہر جھنڈے والا اقتدار کی طمع ولالچ میں ہو گا، وہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے، پھر اللہ تعالی ہاشمی یعنی مہدی کو فتح دیں گے، پھر اللہ تعالی لوگوں کو ان کی (کھوئی ہوئی) الفت ونعمت لوٹا دیں گے، پھر لوگ دجال کے ظہور تک اسی حالت میں رہیں گے (المستدرک علی الصحیحین:۸۶۵۸)۔

نوٹ: یہ سات جھنڈوں والا لشکر مسلمان باغیوں کا کوئی لشکر ہو گا جو اقتدار اور کرسی کے واسطے حضرت مہدی سے لڑے گا اور اَسّی جھنڈوں والا لشکر جس کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے وہ عیسائیوں کا ہو گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بھی عیسائیوں ہی کا لشکر ہو کیوں کہ حضرت مہدی کی عیسائیوں کے ساتھ مختلف لڑائیاں ہوں گی جن میں عیسائیوں کی تعداد بھی مختلف ہو سکتی ہے "**اللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واکمل**"۔

اَبدَال، اللہ کے وہ مُقَرَّب بندے ہیں، جو ولایت کے اس مقام پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے، کُفَّار اور دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد فرماتا ہے، اور ان کی دعاؤں کی برکت سے عذاب وحوادث کو دور فرماتا ہے۔

سوال وجواب

سوال: الفتن لنعیم بن حماد کی روایت میں ہے جس کی سند میں جابر جُعفِی ضعیف راوی ہیں کہ حضرت مہدی کے لشکر کی تعداد اصحابِ بدر کی تعداد کے بقدر ۳۱۳ تین سو تیرہ ہوگی چنانچہ اس میں ہے **فَيَظْهَرُ فِي ثَلَاثَةِ مِأَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلًا عِدَةَ اَهْلِ بَدْرٍ۔۔ رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ اُسُدٌ بِالنَّهَارِ** (الفتن: ص/۲۴۱ ح۹۴۸). تو بظاہر یہ روایت تو اوپر مذکور المستدرک علی الصحیحین کی روایت کے خلاف ہے؟ جس میں مہدی کے لشکر کی تعداد بارہ اور پندرہ ہزار مذکور ہے۔

جواب: دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض وتخالف نہیں، کیوں کہ ممکن ہے یہ الگ الگ تعداد الگ الگ جنگوں کے اعتبار سے مذکور ہو،

یا یہ کہ ابتدا وشروعات میں تعداد تین سو تیرہ ہو پھر اس میں اضافہ وزیادتی ہوتی جائے۔

یا یہ کہ تین سو تیرہ سے مراد آپ کے مخصوص ومقرب لوگ ہوں جن کو لشکر اور جماعت میں خاص مقام ومرتبہ حاصل ہو باقی عام لشکریوں کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہو اور آپ حسبِ موقع وضرورت کہیں کم اور کہیں زیادہ ان کے ساتھ جہادی جماعتیں جہاد کے لئے روانہ فرمائیں۔

اللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واکمل.

سوال: لَا الْمَهْدِيُّ إِلاَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ؟

سُنَنِ ابن ماجہ میں ہے **لَا الْمَهْدِيُّ إِلاَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ**" [۴۰۳۹] "کہ مہدی عیسی ابن مریم ہی ہیں۔

اس حدیث سے تو پتہ چلتا ہے کہ مہدی موعود کا مصداق حضرت عیسی ابن مریم ہی

ہیں، مہدی و عیسی ابن مریم ایک ہی شخصیت ہیں دو الگ الگ شخصیات نہیں ہیں؟
پوری حدیث اس طرح ہے ”لاَ یَزْدَادُ الأَمْرُ إلاَّ شِدَّۃً ، وَلاَ الدُّنیَا إلاَّ إدْبَارًا ، وَلاَ النَّاسُ إلاَّ شُحًّا ، وَلاَتَقُومُ السَّاعَۃُ إلاَّ عَلَی شِرَارِ النَّاسِ وَلاَ الْمَھْدِيُّ إلاَّ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ“ (سنن ابن ماجہ /۴۰۳۹) کہ معاملہ سخت ہوتا چلا جائے گا، دنیا تنزلی وپسپائی ہی کی طرف لوٹتی چلی جائے گی، لوگوں میں بخل بڑھتا چلا جائے گا، قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی اور مہدی عیسی ابن مریم ہی ہیں۔

جواب(۱): یہ حدیث ضعیف و مضطرب ہے، محدّثین کا اس کے ضعف پر اتّفاق ہے بلکہ محدّثین کی ایک جماعت مثلاً امام نسائی، حاکم، ابن تیمیّہ، شوکانی، قرطبی رحمھم اللہ نے اس کو موضوع یعنی گڑھی ہوئی اور منکر قرار دیا ہے کیوں کہ یہ حدیث بہت ساری صحیح احادیث کے خلاف ہے لہذا احادیثِ صحیحہ و قویّہ کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت اور کوئی اعتبار نہیں۔

جواب(۲): جو اوصاف وکارنامے مختلف صحیح احادیث میں دونوں کے الگ الگ مذکور ہیں بالیقین اس سے مہدی و عیسی کا الگ الگ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن بالفرض اگر تھوڑی دیر کے لئے اس کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو یہ حدیث مُحتَمِلُ التّاویل والتوجیہ ہوگی، یعنی اس کا وہ مطلب ہرگز نہ ہوگا جو بظاہر سمجھ میں آرہا ہے بلکہ اس کی ایسی تاویل و تفسیر کی جائے گی جو دوسری صحیح احادیث کے خلاف نہ ہو چنانچہ علماء نے اس کی متعدّد تاویلات و تفسیریں فرمائی ہیں۔

تاویل(۱)

مہدی سے مراد منسوب الی المَہَدْ ہے (گود کی طرف منسوب) یعنی انبیاء کرام میں سے صرف حضرت عیسی ابن مریم ہی ماں کی گود میں دانشمندانہ کلام وبات کرنے والے نبی ہیں کہ پیدا ہوتے ہی آپ نے بات کی اور اپنی ماں حضرت

مریم سے تہمتِ زنا کو دور کرنے کے لیئے بول پڑے کیوں کہ آپ کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی تھی قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّاوَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا (مریم:۳۰،۳۱). "عیسیٰ" نے کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور جہاں بھی میں رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے اور مجھے اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور سنگ دل نہیں بنایا ہے اور (اللہ کی طرف سے) سلامتی ہے مجھ پر اس دن بھی جب میں پیدا ہوا اور اس دن بھی جس دن مجھے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

تاویل(۲)

مہدی کا لغوی معنی ہدایت یافتہ مراد ہے اور مشہور قاعدہ "اَلْمُطْلَقُ إِذَا أُطْلِقَ یُرَادُ بِهِ الْفَرْدُ الْکَامِلُ " کے مطابق کہ مطلق کو جب مطلق بولا جائے تو اس سے اس کا فردِ کامل مراد ہوتا ہے پس یہاں حدیث میں مہدیٔ کامل مراد ہے اور مہدیٔ کامل کا مصداق صرف نبی ہی ہو سکتا ہے اسلیئے آپ ﷺ کے اس ارشاد عالی " لاَ الْمَهْدِيُّ إِلاَّ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ "کا مطلب ہوا "لاَ مَهْدِیٌ کَامِلٌ أَوْ مَعْصُومٌ إِلَّا عِیسی ابْنُ مَرْیَمَ"، کہ میرے بعد مہدی کامل صرف عیسی ہوں گے۔ یعنی لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کہ اب میرے بعد دنیا میں بالاستقلال بحیثیت نبی کوئی نبی تو نہیں آئے گا البتہ صرف عیسی بن مریم میرے تابع ہو کر اور مہدی کامل بن کر دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور ان کی موجودگی میں اس وقت ان سے زیادہ اور ان سے بڑھکر ہدایت یافتہ کون ہو سکتا ہے؟! اس حدیث کو بس ایسے سمجھئے جیسے کہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کی شجاعت اور بہادری بتانے کے لئے فرمایا کہ "لَا فَتی إِلَّا عَلِی رضی اللہ عنہ " (کہ نہیں

ہے کوئی جوان مگر علی)، اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ علی کے علاوہ کوئی جوان ہی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ علی بہت بہادر ہیں بس اسی طرح لاَ الْمَھْدِيُّ إِلاَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ“کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بہت بڑے ہدایت یافتہ ہیں ان کے وقت میں ان سے بڑھ کر کوئی ہدایت یافتہ نہیں جیسا کہ اسی طرح کی تعبیر اوراندازارکانِ حج میں سے وقوفِ عرفہ کے لئے اور اسی طرح نصیحت کے لئے بھی وارد ہے چنانچہ فرمانِ رسول ہے "اَلْحجُّ عَرَفَة"(نسائی/۳۹۱۶) کہ حج تو بس عرفہ ہی ہے۔ یعنی حج کا بنیادی اور سب سے اہم رکن وقوفِ عرفہ ہے یعنی نو ۹/ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے وقت سے دس ۱۰/ ذی الحجہ کی صبح تک میدانِ عرفات میں جاکر کسی وقت ٹھہرنا)۔

اور إِنَّ الدِّينَ اَلنَّصِيْحَةُ، إِنَّ الدِّينَ اَلنَّصِيْحَةُ، إِنَّ الدِّينَ اَلنَّصِيْحَةُ (نسائی/۴۲۱۰) کہ بیشک دین تو خیر خواہی ہی ہے، بیشک دین تو خیر خواہی کا نام ہے، بیشک دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔

یعنی دین میں خیر خواہی کا مقام بہت اونچا ہے، ہر ایک کے ساتھ اس کے حال وشان کے مطابق خیر خواہی کا معاملہ وبرتاؤ کرنے کی دین میں بڑی اہمیت ہے،

خلاصہ کلام یہ کہ حدیث مذکور میں مہدی کا اصطلاحی معنی ومفہوم مراد نہیں ہے یعنی وہ شخصیت جس کا نام محمد یا احمد بن عبد اللہ اور لقب مہدی ہوگا وہ مراد نہیں ہیں بلکہ اس کا معنیٰ لغوی ہدایت یافتہ مراد ہے۔

تاویل(۳)

حدیث مذکور" لاَ الْمَھْدِيُّ إِلاَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ“میں جو ترکیب وانداز ہے وہ انداز وترکیب دو چیزوں میں کمالِ اتّحاد کو بیان کرنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے اور یہ اتّحاد تو کبھی باعتبار حقیقت ہوتا ہے اور کبھی باعتبار مجاز، مثلاً اگر دو چیزوں کا

زمانہ بہت متقارب یعنی قریب قریب ہو اور ایک کا وقوع مُشعِر واشارہ کرنے والا ہو دوسری شئ کے عنقریب واقع ہو جانے کی طرف تو باعتبارِ زمانہ ایک کو موضوع اور ایک کو محمول بنادیتے ہیں اور چونکہ آمد و ظہور مہدی کے متّصلًا تھوڑے ہی وقفہ کے بعد نزولِ عیسی علیہ السلام ہونے والا تھا اس لئے تقارُبِ زمان یعنی زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے دونوں میں مجازاً اتّحاد کا حکم کردیا گیا تو یہ اتّحاد حقیقۃً نہیں بلکہ از روئے زمانہ مجاز اً ہے جیسے کہ یہی ترکیب وانداز حدیث پاک "**عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَّالِ**"(سنن أبي داود /۴۲۹۴) میں تقاربِ زمان کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔ حدیثِ مذکور کا ترجمہ یہ ہے کہ بیتُ المقدس کی آبادی یثرب یعنی مدینہ شریف کی ویرانی ہے اور یثرب کی ویرانی اَلملحمَۃُ الکُبریٰ یعنی جنگِ عظیم کا برپا ہونا ہے اور اَلملحمَۃُ الکُبریٰ کا برپا ہونا قسطنطنیہ کی فتح ہے اور قسطنطنیہ کی فتح خروجِ دجال ہے۔ (یعنی ان میں سے ہر ایک کا وقوع و وجود دوسرے کے متصلاً بعد واقع و موجود ہونے کی علامت و دلیل ہے۔)

تاویل(۴)

عبارت مقدر ہے۔ تقدیرِ عبارت کے ساتھ اصل حدیث اس طرح ہے "**لَا قَوْلَ لِلْمَهْدِيِّ إِلَّا بِمَشْوِرَةِ عِيسَى** علیہ السلام "یعنی حضرت مہدی اپنی ہر بات میں حضرت عیسی سے مشورہ لیں گے۔

عیسی مسیح علیہ السلام و مہدیٔ موعود رضی اللہ عنہ کے الگ شخصیات ہونے کے دلائل

(۱) عیسی بن مریمؑ خاندان بنی اسرائیل سے ہیں جبکہ حضرت مہدی محمّد بن

عبد اللہ بنو اسماعیل میں سے یعنی اولادِ فاطمۃُ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے ہوں گے۔

(۲) حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات آسمان سے نزول کے چالیس سال بعد ہو گی جبکہ حضرت مہدی کی خلافت نزولِ عیسیٰؑ مسیح سے پہلے ہی شروع ہو جائے گی اور وہ اپنی نو سال مدّتِ خلافت پوری کر کے وفات پا جائیں گے اور حضرت عیسی علیہ السلام تو ان کی وفات کے بعد کئی سال تک زندہ رہیں گے اور خلافت کریں گے اور پھر وفات پائیں گے۔

(۳) آسمان سے اترنے کے وقت حضرت مہدی نمازِ فجر کی امامت کرنے کی درخواست حضرت عیسی علیہ السلام سے کریں گے لیکن حضرت عیسی علیہ السلام ان کے شانہ وکندھا پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ! اقامت تمہارے ہی لیے کہی گئی ہے چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام حضرت مہدی کی اقتدا میں ایک نماز ادا کریں گے۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **كَيْفَ تَهْلِكُ أُمَّةٌ أَنَا أَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِيحُ آخِرُهَا؟** (تخریج مشکوۃ المصابیح:۶۲۴۲) کہ یہ امّت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جبکہ میں اس کے شروع میں ہوں مہدی درمیان میں اور حضرت عیسی اس کے آخر میں ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی بے شمار صحیح روایتیں ہیں جن میں دونوں کے کارنامے الگ الگ بیان کئے گئے ہیں جس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں دو الگ الگ شخصیات ہیں نہ کہ ایک ہی۔

اب اس کے باوجود اگر کوئی نہ مانے اور انکار کرے تو یہ اس کی کور چشمی وسیاہ بختی ہے اور حد درجہ کی جہالت و گمراہی ہے۔ **مَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَلَا هَادِىَ لَهُۥ** (الأعراف:۱۸۶) جسے اللہ بے راہ کر دے اسے کوئی راہ نہیں دکھا سکتا ہے۔

گر نبیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اگر دن میں چمگادڑ کو نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

سوال: شیعہ بھی تو ایک مہدی کے منتظر ہیں؟

شیعہ حضرات بھی تو مہدویت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے لیے نجات دہندہ کے طور پر اپنے بارہویں امام محمد بن حسن عسکری المہدی المُنتَظَر الغائب فی الغار یعنی جو غار میں چھپے بیٹھے ہیں ان کے بڑی بے تابی کے ساتھ نکلنے کے منتظِر ہیں، تو کیا یہی امام محمد بن حسن عسکری مہدی الغائب" وہ مہدی آخر الزماں ہیں جن کا ذکر احادیثِ رسول میں آیا ہے اور جن کے اہلِ سنت والجماعت قیامت کے قریب پیدا اور ظاہر ہونے کے قائل ہیں یا کہ کوئی اور؟

جواب: شیعوں کے مہدی یعنی محمد بن حسن عسکری المہدی اَلْمُنتَظَر اَلْغَائِبُ فِی الْغَار "یعنی غار میں چھپے بیٹھے وہ مہدی آخر الزماں ہر گز نہیں ہیں جن کا ذکر حدیثِ رسول میں آیا ہے اور جنکی آمد کا اہلِ سنت والجماعت عقیدہ رکھتے ہیں

بلکہ احادیثِ رسول میں تو جس مہدی آخر الزماں کا ذکر آیا ہے اور اہلِ سنت والجماعت جس مہدئ موعود کے منتظر ہیں وہ تو روایات و احادیث کی روشنی میں ایک سچی حقیقت ہے جو اپنے وقت پر ان شاء اللہ العزیز حقیقت بن کر پیدا و ظاہر بھی ہو گی جس کے انکار کی گنجائش نہیں وہ پہلے سے پیدا ہو کر کسی غار وغیرہ میں چھپے بیٹھے نہیں ہیں بلکہ قیامت کے قریب پیدا ہوں گے اور چالیس سال کی عمر ہونے پر اپنے کام کا آغاز کریں گے۔

لیکن شیعہ حضرات جس مہدی و امام غائب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور جس کو غار میں چھپا بیٹھا رکھا ہے اور جس کے غار سے نکلنے کا شدت سے انتظار کرتے ہیں وہ سراسر باطل قرآن و حدیث کے خلاف ایک فرضی وخود ساختہ افسانہ اور سو فیصد

ایک من گھڑت و موہوم شخصیت ہے جس کا حقیقت اور سچائی سے ذرہ برابر رشتہ و تعلق نہیں اس کی حیثیت ایک دیومالائی افسانہ کے سوا اور کچھ بھی نہیں جس کو سمجھنے کے لئے پہلے شیعوں کے عقیدۂ امامت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

شیعوں کا عقیدۂ امامت اور ان کے امام مہدی

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک عقیدۂ امامت شرطِ ایمان اور ایمان کا رُکنِ رَکین یعنی سب سے اہم رکن ہے بلکہ دین و دنیا، دونوں ہی کی بنیادیں عقیدۂ امامت پر قائم ہیں، اگر دنیا ایک ساعت و گھڑی بھر کے لیے بھی امام سے خالی ہو جائے تو نظامِ عالم مختل و درہم برہم ہو جائے اور اگر کوئی عقیدۂ امامت کا منکر ہو جائے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے،

بقولِ شیعہ حضرات اللہ رب العزت پر تعیین اور تقررِ ائمہؑ واجب تھا اسلئے اس نے قیامت تک کے لیے بارہ اماموں کو متعین و مقرر کر دیا ہے،

یہ سب ائمہ شیعوں کے نزدیک صفاتِ خداوندی کے حامل ہیں،

انبیاء و رسل کی طرح غلطی و گناہ سے معصوم ہیں، مفترض الطاعۃ واجب الاطاعت ہیں یعنی ہر ایک پر ان کی اطاعت و پیروی لازم و ضروری ہے،

وہ سب صاحبِ وحی و عالِم الغیب و جمیع ماکان ومایکون کے عالم ہیں یعنی کائنات کی کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں،

تحلیل و تحریم کا اختیار رکھنے والے ہیں جو چاہیں حلال کریں جو چاہیں حرام،

مرتبہ و مقام میں آں حضور ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء و اولیاء سے افضل و برتر ہیں۔

انہیں اپنی موت کا علم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے،

ان ائمۂ معصومین کی ابتدا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شروع ہوکر بارہویں امام "امام محمد بن حسن عسکری المہدی الغائب المنتظر" پر جاکر منتہی وختم ہوجاتی ہے جن کے نام کے ساتھ لازماً "عَجّلَ اللهُ فَرجَهٗ" (کہ اللہ ان کو جلد غار سے باہر نکالے) لکھا جاتا ہے، یہ بارہویں امام شیعوں کے امام مہدی ہیں۔

شیعوں کے بارہ اماموں کے نام

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے وہ بارہ امام جو ان کے باطل عقیدے کے مطابق خدائی صفات کے حامل ہیں، مقام ومرتبہ میں نبیوں ورسولوں کے برابر ہیں ان کے نام اوران کی ترتیب یہ ہے

(۱) علی۔ (۲) حسن۔ (۳) حسین رضی اللہ عنہم۔ (۴) زین العابدین۔ (۵) محمد باقر۔ (۶) جعفر صادق۔ (۷) موسیٰ کاظم۔ (۸) علی رضا۔ (۹) محمد تقی۔ (۱۰) علی نقی۔ (۱۱) حسن عسکری۔ (۱۲) محمد المہدی الغائب المنتظر۔

شیعوں کا اپنے امام مہدی کے متعلق عقیدہ

بارہویں امام مُحَمَّدُ بِنْ حَسَنْ عَسْکَرِیْ اَلْغَائِبِ اَلْمُنْتَظَرِ جو شیعوں کے امام مہدی ہیں ان کے تعلق سے شیعوں کے مندرجہ ذیل باطل عقائد ونظریات پائے جاتے ہیں کہ وہ اپنے والد امام حسن عسکری کی وفات سے صرف دس دن پہلے چار یا پانچ سال کی خوردسالی وکم عمری میں اپنے مخالفین اور دشمنوں کے ڈر وخوف سے اپنے شہر "سامرا" کے "سُرَّمَن رَأی" نامی غار میں ۲۵۹ھ میں روپوش ہوگئے، اور وہ تمام چیزیں اور سارا سامان جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منتقل ہوکر ائمہ کے پاس رہتا تھا مثلاً اصلی قرآن، آسمانی کتابیں، مُصحفِ فاطمہ، انبیاء کے صحیفے، اَلْجَفَرُ الْجَامِعَہ (جو چمڑے کا ایک بہت بڑا تھیلا تھا)، آدم علیہ السلام کی قمیص، سلیمان کی انگشتری

وانگوٹی، عصاءِ موسیٰ یہ سب کے سب اکیلے اور تن تنہا اپنے ساتھ غار میں لے گئے۔

یہ امام غائب ۲۵۵ھ / ۲۵۴ھ میں پیدا ہو کر اب تا قیامِ قیامت زندہ وحیات رہیں گے، دنیا ان ہی کے دم قدم سے قائم ہے اور انہی پر دنیا کا خاتمہ اور قیامت ہے۔

حالات سازگار ہوتے ہی ظاہر ہوں گے اور اپنی مخصوص تلوار سے سنّیوں کا قتل عام کریں گے، قتل کی ابتدا سنی علماء سے ہو گی۔

ان کے ظہور کا وقت متعدد بار ٹالا جا چکا ہے۔ ابتداءً اللہ تعالیٰ نے ۷۰ھ ظہور کا وقت متعین فرمایا تھا مگر ۶۰ھ میں حضرت حسینؓ بن علی کی شہادت سے ناراض ہو کر ظہور کو ۱۴۰ھ تک کے لیے موئخر کر دیا اور پھر اس کے بعد غیر متعینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

یہ ہے شیعوں کی اپنے ائمہ اور امام مہدی الغائب کی من گھڑت جھوٹی کہانی اور ان کے متعلق خلافِ عقل و نقل غلط سلط تصورات و خیالات اور باطل عقائد و نظریات جس سے اہلِ سنت والجماعت اور مذہبِ اسلام کا کوئی رشتہ و تعلق نہیں

اَعَاذَنَا اللهُ مِنْ تِلْکَ الْاَکَاذِیْبِ وَ الْاَضَاحِیْکِ وَ ثَبِّتْنَا عَلیَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ" آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْن"

شیعوں کے امام مہدی الغائب کے فرضی شخصیت ہونے کی دلیل

۱) شیعوں کے عقیدے کے مطابق امام کا بیٹا ہی امام ہو سکتا ہے

جبکہ ماہرینِ عِلْمُ الْاَنْسَاب یعنی حسب ونسب کے جانکار اور مُوَرِّخِین کا بیان ہے کہ شیعوں کے گیارہویں امام ابو محمد حسن عسکری بعمر ۲۸ سال ۲۶۰ھ لاولد فوت ہوئے ہیں ان کی کوئی اولاد تھی ہی نہیں جس کی وجہ سے ان کی میراث ان کا

ترکہ ان کے بھائی جعفر بن علی اور دیگر ورثہ کے مابین تقسیم کر دیا گیا، تو جب وہ دنیا سے لاولد رخصت ہوئے تو امام محمد المہدی الغائب ان کی اولاد کی شکل میں آئے کہاں سے؟ یہ فرضی وخیالی شخصیت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

۲)بقول شیعہ حضرات "امام مہدی صَاحِبُ الزماں" کے پاس عصائے موسیٰ اور انگشتری وانگوٹھئ سلیمان جیسی عظیمُ الشان چیزیں موجود ہیں تو اس کے ذریعے تو وہ اپنے تمام دشمنوں اور مخالفین کو نیست ونابود اور بھسم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کی موت ان کے اختیار میں ہے تو پھر ڈر کس بات کا ظاہر ہوتے کیوں نہیں؟ انہیں تو جلد از جلد غار سے نکل کر اپنے ان محبین و معتقدین کی فریاد رسی ومدد کرنی چاہیے جو بیچارے سیکڑوں سال سے سُنّیوں کے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ اور بقول ان حضرات، ان کے مصائب و آلام اور ذلت وخواری کا خاتمہ ظہور مہدی الغائب فی الغار کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اب معلوم نہیں کس وجہ سے ظاہر نہیں ہوتے شاید کہ انہیں اپنے چاہنے والوں پر رحم وترس نہیں آرہا ہے یا یہ کہ اتنی قوت وقدرت اور اختیار رکھنے کے باوجود بھی ابھی کمزوری محسوس کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ظاہر ہونے سے ہمت جواب دے رہی ہے۔

مہدئ آخرالزماں کے متعلق اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ

سچے و حقیقی مہدئ آخر الزماں جن کا حدیث رسول میں ذکر آیا ہے ان کے متعلق اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دجال کی طرح پہلے سے پیدا نہیں ہوچکے ہیں اور نہ کسی غار وغیرہ میں کہیں چھپے بیٹھے ہیں، بلکہ عام انسانوں کی طرح اپنے وقت پر پیدا ہوں گے، چالیس سال کی عمر میں امتِ مسلمہ ان کو اپنا قائد بنا کر

ان کی ماتحتی میں کفر کے برپا کردہ مظالم کے خلاف جہاد شروع کرے گی۔

العیاذ باللہ! وہ ماوراءُ الفطرت یعنی انسانی قوت سے بڑھ کر قوت وطاقت کے مالک، صفات خداوندی کے ساتھ متصف، مرتبۂ رسالت و نبوت پر فائز ہرگز ہرگز نہ ہوں گے، ہاں البتہ اللہ رب العزت کی مشیت وارادے سے ان کے ہاتھوں پر مُحیّرُ العقول یعنی عقلوں کو حیران کردینے والی کرامات وکارنامے ضرور ظاہر ہوں گے لیکن ان کی حیثیت ایک امتی، ایک ولی کامل ،ایک مُصلِح، ایک مجدِّد،ایک تجربہ کار کمانڈر، اور ایک کامیاب امیر وخلیفہ کے سوااور کچھ بھی نہ ہو گی، ان کے ہاتھ میں جادو کی چھڑی نہیں ہوگی کہ جس کے زور پر طلسماتی وجادوئی انداز میں پوری دنیاپر چھاجائیں بلکہ اسلام اور مظلوم امتِ مسلمہ کی خاطر ان کے کَرب وبے چینی، بے لوث خدمت، بے پناہ خیر خواہی وایثار کا جذبہ، حددرجہ اعلاء کلمۃ اللہ اور مسلمانوں کی سربلندی کے واسطے ان کی انتھک کوشش اور جدوجہد دیکھ کر مخلصین مؤمنین دل وجان سے ان پر فدا ہوجائیں گے اور اپناسب کچھ اسلام کی خاطر ان کے قدموں میں ڈال دیں گے اور کامل اطاعت کے ساتھ آخری دم تک اسلام کے لئے ان کے اشارے پر ہر طرح کی قربانی دینے پر بیعت وحلف لیں گے۔

دراصل یہ ہے ان کی کامیابی کا اصل راز اور ان کی سب سے بڑی کرامت (جس کا آج امتِ مسلمہ میں سخت فقدان ہے)جس کی بدولت اللہ کی تائید و نصرت ان کے ساتھ ساتھ ہوگی اور وہ اپنے ہر مخالف دشمن پر ظفریاب وکامیاب ہوتے جائیں گے۔

تنبیہ ضروری

حضرت مہدی آخر الزماں یا کسی بھی غیر نبی (مثلاً حضرت مریم یا حوّا یا سارہ و ہاجرہ یا موسی علیہ السلام کی والدہ اور حکیم لقمان وغیرہ کے نام کے ساتھ عَلَیۡہِ یا عَلَیۡہَا السَّلَام کا دعائیہ کلمہ لکھنا اور بولنا نہیں چاہیئے، بلکہ ان مذکورین حضرات کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا عنہا بولنا و لکھنا چاہیے کیوں کہ ان کے ناموں کے ساتھ علیہ الصلاۃ والسلام کا کلمہ استعمال کرنے میں غیر نبی کے نبی ہونے کا وہم اور شبہہ پیدا ہوتا ہے، اس لیے کہ علیہ الصلاۃ والسلام کا دعائیہ کلمہ اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک اصطلاحاً صرف حضرات انبیاء کرام اور فرشتوں ہی کے ساتھ خاص ہے، اس کا استعمال انفراداً اور اصالۃً کسی غیر نبی کیلئے مناسب نہیں جیسا کہ در مختار میں ہے "وَ لَا یُصَلّٰی عَلیٰ غَیۡرِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَ لَا غَیرِ الۡمَلَائِکَۃِ إلّا بِطَرِیقِ التَّبۡعِ(الدر المختار:۷/۳۴۴) کہ "علیہ الصلاۃ" کا لفظ نبی اور فرشتوں کے علاوہ کے لیے استعمال نہ کیا جائے مگر تبعاً یعنی نبی اور فرشتوں کے ساتھ ملا کر۔

اور اگر کہیں اہلِ سنت والجماعت کی کتابوں میں کسی غیرِ نبی کے لیے یہ دعائیہ کلمہ لکھا ہوا ہو تو وہ یا تبعاً ہے یا کاتبوں کی کرم فرمائی ہے یعنی ان کی غلطی سے ہے یا پھر تسامحاً و بھول چوک کے طور پر ایسا ہوا ہے۔

نیز حضرت مہدی کے لئے علیہ السلام کا دعائیہ کلمہ استعمال کرنے میں شیعوں کے قولِ باطل کی مشابہت اور ان کے باطل نظریے کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ شیعہ حضرات اپنے امام مہدی الغائب اور دیگر تمام ائمہ کو نبی اور مثل انبیاء سب کو معصوم عن الخطا (گناہوں سے پاک) سمجھ کر ان کے لیے علیہ السلام کا کلمہ استعمال کرتے ہیں، اسلئے اہلسنت والجماعت کو اس سے احتیاط و احتراز ضروری ہے۔

علاوہ ازیں حضرت مہدی کے نام کے ساتھ اس کلمہ کے استعمال میں حضرت مہدی کے خلفائے راشدین سے افضل و برتر ہونے کا بھی شبہ پیدا ہوتا ہے حالانکہ بالاتفاق، اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک انبیائے کرام کے بعد خلافت کی ترتیب کے مطابق خلفائے راشدین کا مرتبہ ہے یعنی پہلے حضرت ابو بکر صدیق کا پھر عمر فاروق کا پھر عثمان غنی کا پھر علی المرتضی کا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

تسلیم وتصلیہ

یعنی علیہ الصلوۃ والسلام کا دعائیہ کلمہ انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ خاص ہے کسی غائب یا کسی غیر نبی کے لئے منفرداً یعنی علحدہ طور پر نبی کو ساتھ میں ملائے بغیر استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

ترضّی

یعنی رضی اللہ عنہ یا عنہا یہ حضرات صحابہ کرام کے لیے خاص ہے۔

ترحُّم

یعنی رحمہم اللہ یا رحمۃ اللہ علیہ کا کلمہ دیگر علماء و عُبّاد اور نیک لوگوں کے لئے مختص وخاص ہے جیسا کہ در مختار میں ہے "وَ لَا یُصَلِّيْ عَلیٰ غَیْرِ الأَنبیاءِ وَ لَا غَیْرِ الْمَلَائِکَۃِ إِلَّا بِطَرِیْقِ التَّبَعِ"(الدر المختار:۷/۳۴۵،۳۴۴) کہ "علیہ الصلاۃ" کا لفظ نبی اور فرشتوں کے علاوہ کے لیے استعمال نہ کیا جائے مگر تَبَعاً یعنی نبی اور فرشتوں کے ساتھ ملا کر۔

اور شامی میں ہے: "وَأَمَّا السَّلَامُ... انَّہٗ فِي مَعْنیَ الصَّلوٰۃِ وَ لَا یُسْتَعْمَلُ فِي الْغَائِبِ وَ لَا یُفْرَدُ بِہٖ غَیْرُ الأَنبیاءِ(ردالمحتار:۷/۳۴۴)۔وَیُسْتَحَبُّ التَّرَضِّي لِلصَّحَابَۃِ وَالتَّرَحُّمُ لِلتَّابِعِیْنَ وَ مَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَ الْعُبَّادِ وَسَائِرِ الْاَخْیَارِ"(مجمع

الانہر:ج٢/٥۴٧) کہ بہر حال سلام تو وہ بیشک صلوۃ کے معنی و حکم میں ہے، تنہا غیرِ نبی کے لئے اس کا استعمال نہ کیا جائے اور مستحب ہے رضی اللہ کہنا صحابہ کے لیے اور رحمھم اللہ یا رحمۃ اللہ علیہ کہنا تابعین اور ان کے بعد کے علماء، عبادت گزار اور تمام نیکو کاروں کے لئے۔

مہدی کے لئے امام کا لفظ

امام" بمعنیٰ مقتداء، پیشوا اور رہبر، اس معنی کے اعتبار سے تو حضرت مہدی کے ساتھ امام کا لفظ استعمال کرنے میں کچھ حرج نہیں، اس معنی کے اعتبار سے تو مہدی کی کیا خصوصیت بلکہ تمام صحابہ، تابعین، تبعِ تابعین اور علمائے ربانیین سب امام ہیں، اہلِ سنت والجماعت اسی معنی کے اعتبار سے امام کا لفظ حضرت مہدی، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ وغیرہ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں لیکن شیعہ کے نزدیک امام کا لفظ ان کے بارہ ائمۂ معصومین کے لئے استعمال ہوتا ہے، لفظ امام ان کی ایک مخصوص مذہبی واعتقادی اصطلاح ہے جس سے مراد ان کے نزدیک وہ شخصیت ہوتی ہے جو عالمُ الغیب، معصوم عن الخطا، مفترضُ الطاعۃ ہو، مقام و مرتبہ میں نبی کے برابر ہو، گویا کہ یہ لفظ ان کے نزدیک ان کے باطل عقیدہ اور باطل نقطۂ نظر (یعنی عقیدۂ امامت) کا ترجمان اور عکّاس ہے کہ جس پر ان کے مذہب کی بنیاد قائم ہے اس لئے ہم اہلِ سنت والجماعت کو حضرت مہدیؒ، حسنؓ، حسینؓ و علیؓ کے ساتھ امام کا لفظ استعمال کرنے سے احتراز واجتناب کرنا چاہیئے، اور بہتر ہے کہ ہم مہدی کے ساتھ امام کے بجائے حضرت کا لفظ استعمال کریں یعنی حضرت مہدی کہیں۔

سچے مہدی کی یکجا چند واضح علامات

جھوٹے مدعیان مہدویت کی کمی نہیں ہر زمانے میں لوگوں نے مہدی آخر الزماں ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ احادیث کی روشنی میں سچے مہدی کی یکجا چند علامتیں ذکر کر دی جائیں تاکہ اگر کوئی مہدی ہونے کا دعویٰ کرے تو ان علامات کو سامنے رکھ کر خود جائزہ لیا جاسکے کہ آیا وہ شخص واقعی احادیث میں بیان کردہ معیار پر مکمل اتر رہا ہے یا صرف اپنی دنیاوی شہرت ولالچ کی خاطر لوگوں کو گمراہ اور بے وقوف بنا رہا ہے اور اپنا الو سیدھا کر رہا ہے۔

١) یہ بات ذہن نشین کرلی جائے کہ ایسا شخص سچا مہدی کبھی نہیں ہو سکتا جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرے، دعوئ مہدویت اور حقیقی مہدی ہونے میں آگ و پانی کا سا تضاد ہے۔ مہدی کی مسند پھولوں کی سیج تھوڑی ہے؟ بلکہ کانٹوں بھرا اناج ہے۔ مہدی ہونے کا مطلب پوری دنیائے کفر کی مخالفت اور اس سے ٹکراؤ، جان پر کھیل کر مظلوم مسلمانوں کی امداد، آگ کے دریا سے گزر کر فتح کا حصول، اور خون کا سمندر پار کرکے خلافتِ الٰہیہ و خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام ہے۔ اصلی و حقیقی مہدی کے کارنامے کی اصل جگہ میدانِ کارزار اور میدانِ جنگ ہوگی، ان کا اکثر وبیشتر وقت دفاعی یا اقدامی جنگ یا مسلم باغیوں کے ساتھ لڑنے میں صرف ہوگا، اب ذرا غور کیجیے کہ اس میں دعویٰ کی گنجائش کتنی ہے اور عمل و کردار کی سچائی کتنی ضروری ہے۔

٢) حضرت مہدی سادات یعنی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔

٣) نام محمد یا احمد اور والد کا نام عبد اللہ ہوگا یعنی مہدی محمد یا احمد بن عبد اللہ ہوں گے۔

۴)روشن و نورانی چہرہ، کشادہ پیشانی اور بلند و خوبصورت ناک والے۔

۵) آپ کے ظہور سے پہلے شام اور عراق اور مصر کی اقتصادی ناکہ بندی ہو گی(یعنی غلّہ پانی روک دیا جائے گا) جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ: "يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لاَ يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلاَ دِرْهَمٌ. قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُونَ ذَاكَ. ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الشَّأْمِ أَنْ لاَ يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلاَ مُدْىٌ. قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّومِ. ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا لاَ يَعُدُّهُ عَدَدًا(مسلم:۷۳۱۵)ابو نضرہ راوی کہتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں کہا کہ عنقریب اہلِ عراق کی یہ حالت ہو جائے گی کہ ان کے پاس ایک قفیز غلّہ یعنی ۲٦ کیلو گرام اور ایک درہم بھی نہ آسکے گا، ہم نے کہا کہ یہ پابندی کہاں سے عائد ہو گی؟ تو انہوں نے فرمایا عجمیوں کی طرف سے، پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ عنقریب اہلِ شام کی یہ حالت ہو جائے گی کہ ان کے پاس ایک دینار اور ایک مُد(یعنی ڈیڑھ سیر ڈیڑھ چھٹانک غلہ) بھی نہ پہنچ سکے گا، ہم نے کہا یہ پابندی کہاں سے عائد ہو گی؟ انہوں نے فرمایا رومیوں کی طرف سے، پھر کچھ دیر خاموش رہے اس کے بعد کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے آخری دور میں ایک خلیفہ ہو گا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور اسے شمار بھی نہ کرے گا۔

٦) دریائے فرات سے یعنی کوفہ کے قریب بہنے والے دریا سے سونے کے پہاڑ کا ظہور اور اس پر لوگوں کی گھمسان کی جنگ حتیٰ کہ سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَيَقُولُ

كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَعَلِّي أَكُونُ أَنَا الَّذِي أَنْجُو (مسلم:۲/۲۷۷) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا لوگ اس کو حاصل کرنے کے لیے جنگ کریں گے تو ہر سو/۱۰۰ میں سے ننانوے/۹۹ آدمی مارے جائیں گے، ان میں سے ہر شخص کہے گا کہ شاید میں ہی بچ جاؤں! (اور یہ خزانہ مجھے مل جائے)۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے **يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلاثَةٌ، كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ، ثُمَّ لا يَصِيرُ إِلى وَاحِدٍ مِنهُمْ، ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِن قِبَلِ المَشْرِقِ، فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لا أَحْفَظُهُ.** (تمہارے ایک خزانے کے پاس تین آدمی باہم لڑائی کریں گے، ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا، لیکن ان میں سے کسی کو بھی وہ خزانہ میسر نہ ہوگا، پھر مشرق کی طرف سے کالے جھنڈے نمودار ہوں گے، اور وہ تم کو ایسا قتل کریں گے کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہوگا، پھر آپ ﷺ نے کچھ اور بھی بیان فرمایا جسے میں یاد نہ رکھ سکا) اس حدیث کی تشریح میں ابن ماجہ کے حاشیہ:۳/۳۰۰ پر یہ بات لکھی ہے "**ثُمَّ يَجِيءُ خَلِيفَةُ اللهِ الْمَهدِيُّ**" کہ پھر اللہ کے خلیفہ حضرت مہدی آئیں گے۔ (یعنی اسی خزانہ پر جنگ کے بعد حضرت مہدی کا ظہور ہوگا)۔

اور فتح الباری میں اسی حدیث ابنِ ماجہ کا حوالہ دیتے ہوئے اس کے تحت لکھا ہے **ان كان المراد بالكنز فيه الكنز الذي في حديث الباب دل على انه انما يقع عند ظهور المهدي وذلك قبل نزول عيسى وقبل خروج النار جزما والله اعلم** (فتح الباری/۱۴/۷۰)۔ اگر اس حدیث میں ذکر کردہ خزانہ سے وہی خزانہ مراد ہے جو حدیثِ باب میں مذکور ہے تو اس میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ خزانہ کی یہ جنگ ظہورِ مہدی کے وقت ہوگی، اور یہ یقینی طور پر نزولِ عیسیٰ اور خروجِ نار سے پہلے ہوگا۔ اللہ ہی سب

بہتر جاننے والے ہیں۔

٧) انکے ظہور سے پہلے ایک خلیفہ کی موت اور اس کی جانشینی پر لوگوں کا اختلاف۔

٨) حضرت مہدی کا خلیفہ بننے کے ڈر سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ بھاگ جانا۔

٩) حضرت مہدی کی بیعت حرم محترم میں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہو گی۔

١٠) دورانِ حج منیٰ میں ایک خوں ریز جنگ ہو گی کہ جس میں مرنے والوں کی تعداد بے شمار ہو گی اور بکثرت خون بہے گا۔"**فَتَكُونُ مَلْحَمَةٌ بِمِنىً يَكْثُرُ فِيهَا الْقَتْلیٰ وَيَسِيلُ فِيهَا الدِّمَاءُ**" (المستدرک/٨٥٣٧)۔

١١) اور سفیانی لشکر کا فتنہ انگیز خروج اور اس کا مقامِ بیداء پر خسف یعنی زمین میں دھنس جانا۔

١٢) شام و عراق کے علماء واولیاء اور اقطاب واصفیاء کی آپ کے ہاتھ پر بیعت۔

١٣) مُلکِ شام یعنی عیسائیوں پر آپ کو فتح حاصل ہو گی اور قسطنطیہ آپ فتح کریں گے۔ اور آپ کے ظہور کے ساتویں سال خروجِ دجال ہو گا۔

١٤) آپ نہ تو خود اپنی بیعت کی دعوت دیں گے، اور نہ ہی اس کے لیے کوئی تحریک چلائی جائے گی اور نہ جگہ جگہ دعوت دی جائی گی۔

١٥) "**وَيُلْقِي الإِسْلاَمُ بِجِرَانِهِ إِلَى الأَرْضِ**" (سنن أبي داود:٤٢٨٦) یعنی آپ کے دورِ خلافت میں اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا یعنی مذہب اسلام کو خوب قرار واستحکام حاصل ہو گا اور وہ ان شاء اللہ پورے زمین پر پھیل جائے گا۔

١٦) وہ پورے عرب کے مالک و حکمران بن جائیں گے۔ کما في سنن الترمذي :٢٢٣٠- "**لاَ تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّیٰ يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي**

یُوَاطِی اِسۡمُہٗ اِسۡمِیۡ" (کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ سرزمینِ عرب کا مالک میرے گھرانے کا ایک ایسا شخص نہ ہوجائے کہ جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا)۔

تنبیہ: سرزمینِ عرب چونکہ اسلام کا مرکز اور پایۂ تخت ہے اس لئے اس کے مالک ہونے سے کل زمین کا مالک ہونا مراد ہے،

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابتداءً حکومت چونکہ عرب میں قائم ہوگی پھر پوری دنیا میں، یا یہ کہ حکومت کا اصل مرکز عرب ہوگا اس لئے خصوصیت کے ساتھ عرب کا ذکر آیا ہے۔(معارف الحدیث:ج۸ص۱۱۵)۔

یا یہ کہ اہلِ عرب چونکہ اشرافُ الناس وافضلُ الناس ہیں اس لئے عربوں کے سردار ہونے سے گویا تمام لوگوں کا سردار ہونا مراد ہے۔

۱۷) ان کے آنے کے بعد دنیا سے ظلم وستم کا خاتمہ ہوجائے گا، آسمان و زمین سے خوب خوب خیرات وبرکات کا نزول وظہور ہوگا۔ **كما في مستدرك للحاكم: ۸٦۷۳- قَالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: "يَخرُجُ فِيۡ آخِرِ أُمَّتِي المهديُّ يُسۡقِيهُ اللّٰهُ الۡغَيۡثَ وَتُخۡرِجُ الأَرضُ نَبَاتَها ويُعۡطِى المَالَ صِحَاحاً وتَكۡثُرُ المَاشِيةُ و تَعۡظُمُ الأُمَّةُ وَ يَعِيۡشُ سَبۡعاً أو ثمانياً يعني حِجَجاً**" کہ میری امت کے اخیر زمانہ میں مہدی نکلیں گے، اللہ انہیں سیراب کرے گا(یعنی ان کے زمانہ میں خوب بارش ہوگی۔) اور زمین نباتات وسبزہ اگائے گی، وہ برابر مال تقسیم کریں گے، مویشیوں وجانوروں کی خوب کثرت ہوگی اور امت(اس وقت)عزت کے مقام پر ہوگی،وہ سات یا آٹھ سال رہیں گے۔

۱۸) سچے مہدی ہونے کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کریں گے اس لیے کہ ابتدا میں انہیں خود بھی معلوم نہ ہوگا اور نہ ہی وہ لوگوں

کو اپنی خلافت و بیعت کی دعوت دیں گے۔ اور لوگ بھی ابتدا میں انہیں نہیں پہچان سکیں گے کہ وہ مہدی موعود و مہدیٔ آخر الزماں ہیں۔ لیکن پھر اچانک اللہ رب العزت انہیں ایک رات میں خلافت کی اہلیت و قابلیت سے نواز دیں گے اور لوگ انہیں پہچان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کر دیں گے جیسا کہ یہ تمام باتیں بالتفصیل پیچھے گزر چکیں۔

سوال: کیا دنیا اپنی قدیم حالت پر لوٹ جائے گی؟

کیا حضرت مہدیؓ اور عیسیٰؑ کے دور میں دنیا اپنی قدیم روش اور حالت پر دوبارہ لوٹ جائے گی؟ اور لوگ مثلاً نیزہ و تلوار جیسے ہتھیار استعمال کرنے اور گھوڑے و خچر وغیرہ کی سواری کرنے پر مجبور ہو جائیں گے؟ اور موجودہ زمانہ کی ساری سائنسی ایجادات ختم ہو جائیں گی؟

جواب: حتمی و یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہو گا، کیوں کہ انسانی تَمَدُّن اور اس کے بود و باش و رہن سہن کے ڈھانچے ایک حالت پر برقرار نہیں رہتے بلکہ بدلتے رہتے ہیں، چنانچہ آج دنیا سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں جس بامِ عروج پر پہنچی ہے، ڈیڑھ دو صدی پہلے کیا عالَم تھا سب کو معلوم ہے، اب خدا تعالیٰ ہی سب سے بہتر جانتے ہیں کہ یہ سائنسی ترقیات اسی رفتار سے آگے بڑھتی رہیں گی یا ٹھپ و نیست و نابود ہو کر ختم ہو جائیں گی اور دنیا دوبارہ اپنی قدیم روش اور پرانی حالت کی طرف لوٹ جائے گی کہ جس میں لوگ پھر تِیر و تُفَنگ، تلوار و کمان جیسے دیسی و خود کار ہتھیار وغیرہ استعمال کرنے اور گھوڑے و خچر جیسی چیزوں کی سواری پر مجبور ہو جائیں گے، احادیث تو اس کی تشریح کرنے سے ساکت و خاموش ہیں اس لئے کوئی قطعی و یقینی فیصلہ تو نہیں کیا جا سکتا، البتہ دجال اور یاجوج

وماجوج کے متعلق وارد ہونے والی احادیث سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ممکن ہے کہ دنیا دوبارہ اپنی قدیم حالت کی طرف پلٹ جائے،

اشارہ(۱): مثلاً یہ کہ حضرت مہدی قسطنطنیہ سے دس گھوڑ سواروں کو دجال کا پتہ لگانے کے لئے شام کی طرف بھیجیں گے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "فَيَبْعَثُونَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً۔(مسلم:۲۸۱۷) کہ دس گھوڑ سواروں کا دستہ روانہ کریں گے۔

اشارہ(۲): حضرت عیسی مسیح علیہ السلام جن کا نزول قتلِ دجال کے لئے ہو گا ان کے پاس نیزہ اور تلوار ہو گی اور وہ دجال کو نیزہ سے قتل کریں گے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ(مسلم:۷۸۲۷) لیکن اللہ تعالی اسے یعنی دجال کو عیسی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائیں گے پھر وہ لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے۔

اشارہ(۳): یاجوج ماجوج جن کے پاس تیر وکمان کے سوا کچھ بھی نہ ہو گا لیکن اس کے باوجود لوگ ان کے مقابلہ سے عاجز ودرماندہ ہوں گے اس سے پتہ چلتا ہے کہ شاید اس وقت موجودہ سائنسی ایجاد بم، میزائل، بم بار جہاز اور اسٹین گن وغیرہ کچھ بھی نہ ہو گا ورنہ ان وحشی وبربری لوگوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کرنا کچھ مشکل و دشوار نہ تھا۔

خلاصہ

ان سائنسی ایجادات کا ختم وناکارہ ہونا کچھ مستبعد اور ناممکن بھی نہیں کیوں کہ جو قادرِ مطلق ذات ان کو پڑوان چڑھا سکتی ہے وہ انہیں چشم زدن وپلک جھپکنے میں ناکارہ اور ختم بھی کر سکتی ہے اور ان کا ناکارہ ہونا تو بڑا سہل وآسان ہے اور وہ اس

طرح کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو تمام سائنسی ایجادات کا مدار اور اس کی روح اور جان ڈیزل، پٹرول اور گیس ہے اور ان سیّال وبہنے والے مادّوں کے باقی و موجود رہنے کی کوئی گارنٹی نہیں بلکہ ماہرینِ معدنیات و ذخائر تو اس صدی کے اختتام سے پہلے ہی ان کے ختم ہونے کی پیشین گوئی و آگاہی کر چکے ہیں اور ان سیّال مادوں کا ختم ہونا، تمام ایجادات کا ختم ہونا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ من جانبِ اللہ قدرتی طور پر ایسی کوئی رکاوٹ پیدا کر دی جائے کہ جس کی وجہ سے تمام سائنسی ایجادات ناکارہ وبے کار ہو کر دھری کی دھری رہ جائیں،

اور بعض اہلِ علم کا خیال یہ بھی ہے کہ حضرت مہدی ان جدید سائنسی ایجادات کو اپنی فتوحات میں استعمال فرمائیں گے، تاہم یہ سب محض تخمینے اور اندازے کی باتیں ہیں صحیح صورتِ حال کا علم اللہ رب العزت ہی کو ہے کہ کیا ہو گا، اَللّٰہُ أَعۡلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اَلۡبَتَّۃَ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ۔

حضرت مہدی کے متعلق چند غیر مستند مشہور باتیں

حضرت مہدی کے متعلق بہت سی ایسی باتیں بھی مشہور ہیں جو کسی صحیح اور قوی حدیث سے ثابت نہیں ہیں ان میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں مثلاً:

۱) آپ کے ظہور سے پہلے والے رمضان میں چاند و سورج دونوں کا گرہن ہو گا۔

۲) ان کے ظہور اور ان سے بیعت کے وقت، آسمان سے ندا و آواز آئے گی کہ "ھٰذَا خَلِیۡفَۃُ اللّٰہِ الۡمَھۡدِی فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَ اَطِیۡعُوۡا" کہ یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

۳) بوقتِ ظہور ان کے سر پر بادل سایہ فگن ہو گا اور اس سے ایک ہاتھ نمودار ہو گا جو حضرت مہدی کی طرف اشارہ کرے گا۔

۴)ان کا ظہور یومِ عاشوراء یعنی دس محرم الحرام کو بعد نمازِ عشاء ہو گا۔

۵)ان کے پاس آنحضور ﷺ کا کُرتا، تلوار اور جھنڈا ہو گا جس پر لکھا ہو گا اَلْبَیْعَةُ لِلّٰہِ کہ بیعت اللہ کے لئے ہے۔

۶)ان کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوّت ہو گی یعنی جس طرح آں حضور اکرم ﷺ کے کندھوں کے درمیان ابھرا ہوا گوشت تھا اسی طرح ان کے کندھے پر بھی ابھرا گوشت ہو گا۔

۷)ان کے لئے دریا اس طرح پھٹ جائے گا جس طرح حضرت موسیٰ کے لئے پھٹا تھا۔

۸)وہ ایک سوکھی ٹہنی زمین میں گاڑیں گے اور وہ اسی وقت برگ و بار والی ہو جائے گی یعنی پھل پھول والی۔

۹)ان کے پاس ایک تابوت ہو گا جسے دیکھ کر اکثر یہودی ایمان قبول کریں گے۔

۱۰)زبان میں ان کے لُکنَتْ ہو گی جس کی وجہ سے کلام کرنے میں تنگ ہو کر وہ رانوں پر اپنا داہنا ہاتھ ماریں گے۔

اس قسم کی تمام باتیں غیر مستند اور غیر معتبر ہیں اور جن روایات میں انکا ذکر آیا ہے وہ حد درجہ ضعیف ہیں اس لئے ایسی کمزور باتوں پر اعتقاد رکھنا اور لوگوں میں اس کو پھیلانا مناسب نہیں اور جو شخص ان مذکورہ باتوں کا انکار کرے، اس پر انکارِ حدیث کا الزام رکھنا کسی بھی طرح درست نہیں۔

نوٹ: اس سے پہلے یہ کتاب دو مرتبہ چھپ چکی ہے جس میں کچھ غلطیاں و خامیاں تھیں جن کی اصلاح کر دی گئی ہے، الفاظ مشکل و سخت تھے جن کو آسان بنا دیا گیا ہے، اب تسہیل و تصحیح، اور حذف و اضافہ کے بعد آپ کے سامنے ہے، اللہ

رب العزت اسے قبول فرمائیں اور خطاؤوں و لغزشوں کو معاف فرمائیں آمین۔
اب بھی خطاو لغزش کا امکان باقی ہے اگر کوئی صاحبِ علم کسی قسم کی خطاو لغزش کی نشاندہی فرمائیں گے تو بندہ بڑا ممنون و مشکور ہو گا اور ان شاء اللہ اس کی اصلاح کر دی جائے گی۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

وَمَاتَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَائِمَيْنِ مُتَلَازِمَيْنِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ، اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِنَ الْاُوْلٰى، اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ، اٰمِيْن يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ

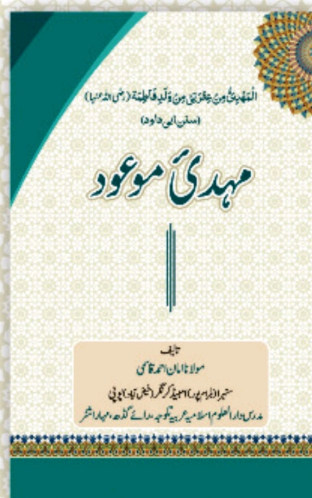
وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

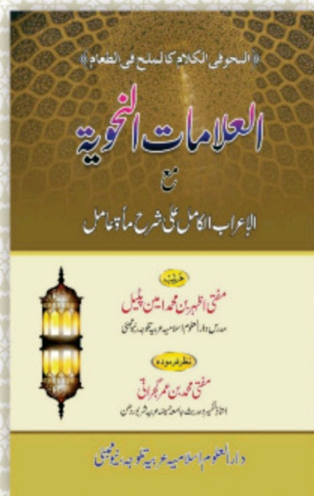
بندہ: امان احمد صدیقی
سنہرا، امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی
خادم مدرسہ دار العلوم اسلامیہ تلوجہ، رائے گڈھ، نیو ممبئی
۱۹؍ رمضان المبارک ۱۴۴۴؁ھ

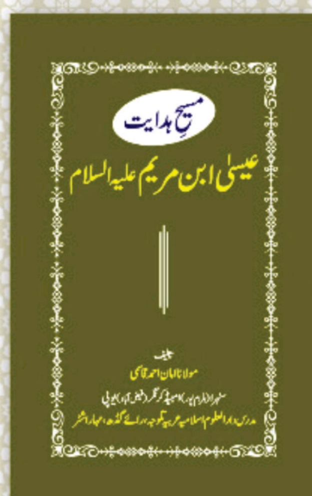
مراجع

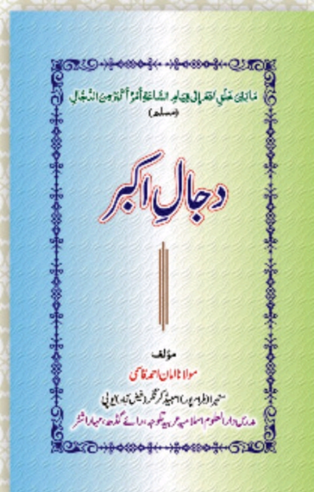
القرآن الکریم	فیض الباری
صحاح ستّہ	اشعۃ اللمعات
نعیم بن حمّاد	تفسیر ابن کثیر
جامع الاحادیث للسیوطی	النہایۃ فی الفتن والملاحم لابن کثیر
مصنف عبد الرزاق	درّ مختار
جامع معمر بن راشد	ردالمحتار
انجاح الحاجۃ	مجمع الانہر
عارضۃ الاحوذی	مرقاۃ
المستدرک للحاکم	المنار المنیف (لابن القیم)
العرف الشذی	امداد الفتاوی
الدر المنضود	احسن الفتاوی
السنن الواردۃ فی الفتن للدانی	(محاضرہ) ردّ شیعیت
النہایۃ فی الفتن والملاحم لابن کثیر	علامات قیامت (مفتی رفیع عثمانی صاحب)
شرح عقیدۃ لوامع الانوار البھیہ للسفارینی	دجال کون کب کہاں (مفتی ابولبابہ شاہ منصور)
النبراس شرح العقائد النسفیہ	ظہور مہدی (مفتی محمود صاحب، گجراتی
فتح الباری	دنیا کب فنا ہو گی (مفتی امین صاحب، دار العلوم دیوبند)

دیگر تالیفات









M.K. Offset Printers (M) 9810093901